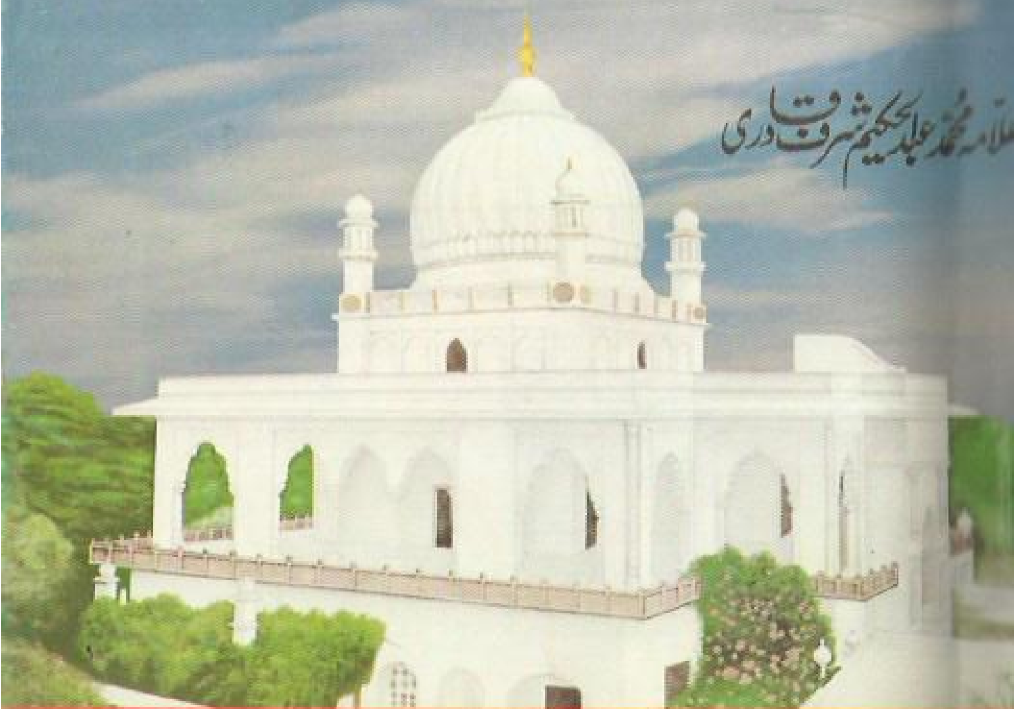
لمعاتِ امامِ ربانی
رحمۃ اللہ علیہ



علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری

بزمِ عاشقانِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم لاہور

لمعاتِ امامِ ربّانی
مُجدّدِ الفِ ثانی
شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ

مصنف

علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری شیخ الحدیث جامعہ نظامیہ رضویہ

مرتب

محمد عبدالستار طاہر

ناشر

بزمِ عاشقانِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم لاہور

نام کتاب ______ لمعاتِ امام ربانی

مصنف ______ علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری

مرتب ______ محمد عبدالستار طاہر

پروف ریڈنگ ______ محمد علیم صدیقی (ایم اے)

صفحات ______ ۶۴

تعداد ______ گیارہ سو (۱۱۰۰)

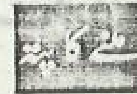
تاریخ اشاعت ______ ۲۵ اکتوبر ۱۹۹۹ء مطابق ۵ رجمادی الآخری ۱۴۲۰ھ

ناشر ______ بزمِ عاشقانِ مصطفیٰ

کمپوزنگ ______ مہر کمپیوٹر پوائنٹ مجاہد آباد لاہور

ہدیہ

نوٹ: شائقین مطالعہ ۱۰ روپے کے ڈاک ٹکٹ بھیج کر منگوائیں۔



بزمِ عاشقانِ مصطفیٰ

مکان نمبر ۲۵۔ گلی نمبر ۳۲

زبیر سٹریٹ۔ فلیمنگ روڈ۔ لاہور۔

پوسٹ کوڈ نمبر ۵۴۰۰۰

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پہلی بات

امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی علیہ الرحمہ کی ذات ستودہ صفات کسی تعارف کی محتاج نہیں۔ تصوف کے حوالے سے بین الاقوامی سطح پر آپ کا نام ایک معتبر اور فلک بوس علامت ہے۔ آپ کے ذکر اذکار کو گیارہویں صدی ہجری سے تا زمانہ حال اہل علم نے باعث سعادت جانا۔ بلکہ آپ سے تعلق اور نسبت کو باعث عزت وافتخار سمجھا ہے۔ سیدی مرشدی و مولائی عزت مآب حضرت مسعود ملت قبلہ پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب زید لطفہ' نے آپ کی سیرت مبارک پر بہت ریسرچ کی ہے یہ تحقیق پانچ کتب کی صورت میں منظر عام پر آچکی ہے:

- ☆ سیرت مجدد الف ثانی' مطبوعہ کراچی
- ☆ حضرت مجدد الف ثانی اور علامہ اقبال مطبوعہ سیالکوٹ ۱۹۷۸ء
- ☆ حضرت مجدد الف ثانی' حالات' افکار و آثار' مطبوعہ کراچی
- ☆ مجدد ہزارہ دوم' مطبوعہ کراچی
- ☆ صراطِ مستقیم' مطبوعہ کراچی ۱۹۹۷ء

ان کتب کو ہر خاص و عام نے شرف قبولیت بخشا۔۔۔۔ چہرہ نگارش کی آرائش کے لئے فاضل لاہوری علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری مدظلہ العالی شیخ الحدیث' جامعہ نظامیہ رضویہ' لاہور نے بھی حضرت شیخ علیہ الرحمہ سے اپنی وابستگی کا اظہار کیا ہے۔ "لمعات امام ربانی" ان کے زیر نظر مقالات کا مجموعہ ہے۔

☆ امام ربانی اور دو قومی نظریہ

یہ مقالہ ۲۸/صفر ۱۴۱۷ھ/۱۵/جولائی ۱۹۹۶ء کو ادارہ مظہر علم 'لاہور کے زیر اہتمام امام ربانی کانفرنس منعقدہ الحمراء ہال میں پڑھا گیا۔۔۔ بعد ازاں ماہنامہ "نور اسلام" شرقپور شریف شمارہ مارچ ۱۹۹۸ء میں شائع ہوا۔

☆ امام ربانی اور مسلک اہل سنت و جماعت

یہ مقالہ ۳۰/صفر ۱۴۱۸ھ/۶/جولائی ۱۹۹۷ء کو ادارہ مظہر علم 'لاہور کے زیر اہتمام امام ربانی کانفرنس منعقدہ الحمراء ہال' لاہور میں پڑھا گیا۔

☆ سرہند شریف کا سفر

یہ مقالہ ماہنامہ "ضیائے حرم" لاہور کے شمارہ دسمبر ۱۹۹۲ء اور سہ ماہی "لوح و قلم" لاہور میں شائع ہو چکا ہے اور قلبی وابستگی کے لحاظ سے اس کی اپنی ایک انفرادیت ہے۔

یہ مقالات اب مجموعی صورت میں بعنوان "لمعات امام ربانی" شائع کیے جا رہے ہیں تاکہ جن تک محبت کی یہ خوشبو نہیں پہنچ سکی' وہ بھی اپنے مشام جاں معطر کر سکیں۔

ہم ناشرین احباب کے تہ دل سے ممنون ہیں کہ انہوں نے "لمعات امام ربانی" کی اشاعت کا اہتمام کیا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کے حضور دعا ہے کہ اپنے پیاروں کے طفیل بالخصوص حضرت ممدوح حضرت امام ربانی شیخ مجدد الف ثانی احمد سرہندی علیہ الرحمہ ہماری خطاؤں کو معاف فرمائے اور اپنے پیاروں کی محبت و مودت میں زندگی کے بقیہ دن گزارنا نصیب فرمائے۔ اللھم ربنا آمین. بجاہ سید المرسلین والحمدللہ رب العالمین برحمتک اجمعین!

محرم ۱۴۱۹ھ/۲۲ مئی ۱۹۹۸ء — خاکپائے صاحبدلاں

جمعۃ المبارک۔ — محمد عبدالستار طاہر عفی عنہ

تعارف حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ

پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد۔ ایم۔اے' پی ایچ ڈی۔

حضرت شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی ۹۷۱ھ/ ۴۔ ۱۵۶۳ء میں سرہند (مشرقی پنجاب 'بھارت' میں پیدا ہوئے۔ سلسلہ نسب ۲۹ واسطوں سے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملتا ہے۔ علوم معقولہ و منقولہ اپنے والد ماجد شیخ عبدالاحد کے علاوہ مولانا کمال الدین کشمیری' مولانا محمد یعقوب کشمیری' قاضی بہلول بدخشی وغیرہ علمائے عصر سے حاصل کئے اور سترہ برس کی عمر میں فارغ ہو گئے۔ تقریباً ۹۹۸ھ/ ۱۵۸۹ء میں دارلسلطنت اکبر آباد (آگرہ) تشریف لائے' یہاں دربار اکبری کی دو مشہور شخصیتوں شیخ ابوالفضل اور ان کے بھائی شیخ ابوالفیض فیضی سے ملاقاتیں رہیں۔ فیضی کی تفسیر سواطع الالہام (۱۰۰۲ھ/ ۱۵۹۳ء) میں ایک جگہ آپ نے اس کی مدد بھی کی۔ جب ان دونوں بھائیوں نے بے راہ روی اختیار کی تو حضرت مجدد کنارہ کش ہو گئے۔

حضرت مجدد کو مختلف سلاسل میں اجازت و خلافت حاصل تھی' سلسلہ چشتیہ میں اپنے والد سے 'سلسلہ نقشبندیہ میں خواجہ محمد باقی باللہ سے 'اور سلسلہ قادریہ میں شاہ کمال کیتھلی سے۔

حضرت خواجہ باقی باللہ آپ ے روحانی کمالات کے معترف تھے اور اس طرح توقیر و تعظیم کرتے تھے جیسے کوئی اپنے شیخ کی تعظیم و تکریم کرتا ہے۔

حضرت مجدد نے اپنی اصلاحی کوششوں کا آغاز اکبر بادشاہ کے عہد سے کیا۔ جہانگیر کے عہد حکومت میں یہ کوششیں بارآور ہوئیں۔ آپ نے دربار اکبری اور دربار جہانگیری کے وزراء و امراء سے قریبی روابط قائم کئے نہ صرف یہ بلکہ جہانگیر کے دربار میں جا

کر اور جہانگیر کے ساتھ سفر و حضر میں رہ کر بڑے تحمل و تدبر کے ساتھ اسلام کا پیغام پہنچایا' اور تجدید و اصلاح کا حق ادا کیا۔ بے شک آپ مجدد برحق تھے۔ آپ نے اسلامی حکومت کے قیام' سیاسیات میں غیر مسلموں سے عدم تعاون اور اسلامی ہند کی تعمیر کیلئے انتھک کوشش کی اور شریعت' طریقت' سیاست' حکومت اور معاشرت و معیشت کے شعبوں میں کارہائے نمایاں انجام دیئے۔

عوام و خواص شریعت سے بیگانہ ہوتے جا رہے تھے۔ آپ نے اپنے علمی مکالمات اور مکتوبات کے ذریعہ آشنائے شریعت کیا ـــــ صوفیائے عظام' طریقت کے حقیقی معنی سے ناواقفیت کی وجہ سے گمراہ ہو رہے تھے۔ آپ نے ان کو طریقت کا واقف کار و اداشناس بنایا ـــــ تصور وحدۃ الوجود کی غلط تعبیرات و تشریحات نے ایک عالم کو بے راہ کر دیا تھا' آپ نے اس نظریہ کی معقول توجیہہ و تشریح فرمائی۔ صوفیائے سلف کا مؤثر دفاع کیا اور تصور وحدۃ الشہود پیش کر کے اہل طریقت کی صحیح سمت پر رہنمائی فرمائی۔ یہی نظریہ تھا جس نے اقبال کو اپنی طرف کھینچا' اسی نظریہ کو اقبال نے اپنا مسلکِ فکر و سخن بنایا۔ اگر مجدد نہ ہوتے تو اقبال' اقبال نہ ہوتے' حضرت مجدد اقبال کی آرزو تھے' حضرت مجدد اقبال کی تمنا تھے۔

؎ تو مری رات کو مہتاب سے محروم نہ رکھ
تیرے پیمانے میں ہے ماہِ تمام اے ساقی (اقبال)

سیاست و حکومت میں حضرت مجدد نے جو کارنامہ انجام دیا' وہ اکبر کے ایک قومی نظریہ کے خلاف دو قومی نظریہ کا اعلان تھا۔ حضرت مجدد نے اسلام کے اس ازلی نظریہ کو حیاتِ نو بخشی اور یہ واضح کر دیا کہ کفر و اسلام دو متضاد حقیقتیں ہیں۔ دونوں کا مزاج الگ الگ ہے' اس لئے یہ دونوں سیاست و حکومت میں ایک دوسرے کے شریک کار نہیں ہو سکتے۔ مولانا احمد رضا خاں بریلوی اسی نظریہ کے داعی تھے۔ آپ نے شدومد کے ساتھ پاک و ہند میں اس نظریہ کا احیاء کیا۔ حضرت مجدد کے بعد اس کی نظیر نہیں ملتی۔ اقبال نے بھی اس

نظریہ کا پرچار کیا' اور قائداعظم محمد علی جناح بھی آخر کار اس نظریہ کی طرف آئے اور ایک تاریخ ساز جدوجہد کے بعد پاکستان معرض وجود میں آیا۔

حضرت مجدد کی کوششیں عہد جہانگیری میں بار آور ہوئیں جبکہ جہانگیر نے امور مذہبیہ و حکومت میں مشورے کیلئے علماء کا ایک کمیشن مقرر کیا۔ اس طرح حکومت میں غیر مسلموں کا اثر و رسوخ کم ہوا' چنانچہ اس کے بعد اسلام کو مسلسل فروغ ہوتا رہا حتیٰ کہ دور عالمگیری میں حضرت مجدد اور ان کے صاحبزادگان کی مساعی نقطہ عروج پر پہنچ گئیں اور اورنگ زیب عالمگیر حضرت مجدد کے صاحبزادے خواجہ محمد معصوم کا مرید اور ان کے صاحبزادے خواجہ سیف الدین کا فیض یافتہ تھا۔ بلاشبہ خاندان مجددیہ نے سلطنت مغلیہ اور فکر مسلم پر گہرے اثرات چھوڑے اور ایک عظیم انقلاب برپا کیا۔ اقبال نے سچ کہا ہے ؎

؎ وہ ہند میں سرمایۂ ملت کا نگہبان
اللہ نے بروقت کیا جس کو خبردار

تجدیدی اور اصلاحی کارنامے انجام دینے کے بعد حضرت مجدد جہانگیر بادشاہ سے رخصت ہو کر سرہند تشریف لائے اور خلوت گزیں ہو گئے۔ چند ماہ بعد ۲۸ صفر ۱۰۳۴ھ/ ۱۶۲۴ء کو آپ وصال فرما گئے۔ آپ کے صاحبزادگان میں خواجہ محمد سعید اور خواجہ محمد معصوم ایسے بزرگ تھے' شہزادگان وقت جن کے دربار میں حاضری کو اپنی سعادت سمجھتے تھے اور شاہانِ وقت جن کی سرپرستی پر فخر کرتے تھے ـــــ تصانیف میں مکتوبات شریف کی تین جلدات علم و حکمت کا خزانہ ہیں اور حضرت مجدد کی زندہ کرامت ـــــ خلفاء نہ صرف پاک و ہند بلکہ بلادِ اسلامیہ میں پھیلے ہوئے تھے۔ اللہ اکبر: سرہند سے اٹھنے والی وہ روشنی جس کا مشاہدہ خواجہ باقی باللہ نے کیا تھا' کہاں کہاں پہنچی اور کس کس کو منور کر گئی۔[1]

۱؎ مشمولہ "حضرت مجدد الف ثانی اور ڈاکٹر محمد اقبال" مطبوعہ سیالکوٹ ۱۹۷۸ء

سیرت مجدد الف ثانی ماہ و سن کے آئینے میں

علامہ عبدالحکیم اختر شاہجہانپوری

1- 12 ربیع الثانی 963ھ / 1556ء کو اکبر کے تخت نشین ہونے کا اعلان کیا گیا

2- 14 شوال 971ھ / 1563ء کو حضرت مجدد الف ثانی علیہ کی سرہند شریف میں پیدائش ہوئی۔

3- 17 ربیع الاول 977ھ / 1569ء کو راجہ بہاری مل کی بیٹی کے بطن سے جہانگیر کی پیدائش ہوئی۔

4- 981ھ / 1573ء میں مشہور قادری بزرگ شاہ کمال کیتھلی علیہ کا وصال ہوا۔

5- 988ھ / 1580ء کو حضرت مجدد نے علوم عقلیہ و نقلیہ میں سند فراغ حاصل کی۔

6- 993ھ / 1583ء کو آپ پہلی مرتبہ اکبر آباد (آگرہ) تشریف لے گئے

7- اسی سال راجہ بھگوان داس کی بیٹی کے ساتھ جہانگیر کی شادی ہوئی

8- 994ھ / 1586ء کو حضرت مجدد نے رسالہ اثبات النبوۃ تصنیف فرمایا

9- 997ھ / 1589ء میں حضرت مجدد الف ثانی کی شادی خانہ آبادی ہوئی۔

10- 1000ھ / 1591ء میں آپ کے فرزند اکبر خواجہ محمد صادق کی ولادت ہوئی

11- 1002ھ / 1593ء میں کوائف مذہب شیعہ کے تاریخی نام سے روافض کا رد لکھا

12- اسی سال سواطع الالہام کے نام سے فیضی نے اپنی تفسیر قرآن مکمل کی

13- 1004ھ / 1595ء میں ابو الفیض فیضی کا انتقال ہو گیا

14- 1005ھ / 1596ء میں آپ کے دوسرے فرزند خواجہ محمد سعید کی ولادت ہوئی۔

15- 1007ھ / 1598ء میں آپ کے والد محترم خواجہ عبدالاحد علیہ کا وصال ہوا

16- اسی سال آپ کے تیسرے فرزند اور جانشین خواجہ محمد معصوم علیہ کی ولادت ہوئی

17- 1008ھ / 1599ء میں پہلی مرتبہ دہلی تشریف لائے اور خواجہ باقی باللہ علیہ سے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں بیعت ہو کر انتہائی کمال حاصل کر لیا۔

18- اسی سال شاہ سکندر کیتھلی نے حضرت غوث الاعظم شیخ عبدالقادر جیلانی علیہ (المتوفی 561ھ / 1164ء) کا خرقہ خلافت حضرت مجدد الف ثانی علیہ تک پہنچایا

19- 1009ھ / 1600ء میں آپ دوسری دفعہ حضرت خواجہ باقی باللہ علیہ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے

20- 1010ھ / 1601ء میں آپ نے رسالہ تہلیلیہ تصنیف فرمایا

21- اسی سال آپ کے چوتھے فرزند خواجہ محمد فرخ علیہ کی ولادت ہوئی

22- 19 ربیع الاول 1011ھ / 1602ء میں رحمت دو عالم ﷺ نے اپنے دست خاص سے آپ کو خلعت قیومیت پہنائی۔

23- اسی سال اکبر کو گمراہ کرنے والے ابو الفضل علامی کو قتل کروایا گیا تھا۔

24- 1012ھ / 1603ء میں آپ تیسری دفعہ حضرت خواجہ باقی باللہ علیہ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے۔

25- اسی سال 25 جمادی الآخر 1012ھ کو خواجہ باقی باللہ علیہ کا وصال ہوا۔

26- وصال خواجہ کے وقت آپ لاہور میں تھے۔ خبر سنتے ہی فوراً تعزیت کی غرض سے چوتھی دفعہ دہلی گئے۔

27- 1013ھ / 1604ء میں اپنے پیرو مرشد خواجہ باقی باللہ علیہ کے عرس میں شمولیت کی غرض سے آپ پانچویں مرتبہ دہلی تشریف لے گئے۔

28- غالباً اسی سال آپ نے شرح رباعیات نامی رسالہ تحریر فرمایا تھا۔

29- 17 جمادی الآخر 1014ھ / 1605ء کو اکبر بادشاہ کا انتقال ہو گیا۔

30- 1015ھ / 1606ء میں آپ نے شیخ احمد برکی علیہ کو خلافت سے سرفراز کر کے تبلیغ دین کے لیے ان کے وطن میں واپس بھیج دیا۔

31- اسی سال مولانا صالح کولابی علیہ کو خلافت دے کر طالقان میں تبلیغ دین کے لیے بھیجا۔

32- اسی سال مولانا قاسم علی علیہ کو خلافت دے کر ماوراء النہر میں تبلیغ دین کے لئے بھیجا

33- اسی سال شیخ یوسف اور شیخ حسن علیہ کو خلافت سے سرفراز کیا گیا۔

34- اسی سال خراسان، بدخشان اور توران کے ہزاروں افراد اور کتنے ہی علماء و مشائخ حاضر بارگاہ ہو کر آپ کے ارادت مندوں میں شامل ہوئے۔

35- 1016ھ / 1607ء میں شیخ طاہر بدخشی علیہ کو خلافت سے سرفراز کیا گیا۔

36- غالباً اسی سال رسالہ معارف لدنیہ تصنیف فرمایا گیا۔

37- 1017ھ / 1608ء میں آپ کے پانچویں فرزند خواجہ محمد عیسی کی ولادت ہوئی۔

38- 1017ھ / 1608ء میں خواجہ میر نعمان کو خلافت سے سرفراز کر کے دکن میں تبلیغ دین کے لیے بھیجا

39- 1019ھ / 1610ء میں خواجہ محمد اشرف کابلی اور شیخ میرک رحمۃ اللہ علیہما جیسے مشائخ بھی آپ کے حلقہ ارادت میں شامل ہو گئے تھے۔

40- غالباً اسی سال آپ کے رسالہ مبداء و معاد کی تدوین ہوئی۔

42- 1021ھ / 1612ء میں اپنے فرزند اکبر خواجہ محمد صادق علیہ کو خلافت سے سرفراز فرمایا۔

43- 1022ھ / 1613ء میں علامہ عبدالحکیم سیالکوٹی علیہ (المتوفی 1067ھ/1647ء) جیسا نابغہ عصر عالم بھی آپ کے ارادتمندوں میں شامل ہو گیا۔

44- اسی سال شیخ حمید رحمۃ اللہ علیہ کو خلافت سے نواز کر تبلیغ دین کرنے کی خاطر بنگال بھیجا۔
45- اسی سال بہت سے جنات نے اپنے بادشاہ سمیت آپکے دست حق پرست پر بیعت کی۔
46- 1023ھ / 1614ء میں مشہور قادری بزرگ شاہ سکندر کیتھلی رحمۃ اللہ علیہ کا وصال ہوا۔
47- 1024ھ / 1615ء میں آپ کے ساتویں فرزند خواجہ محمد یحییٰ کی ولادت ہوئی۔
48- 1025ھ / 1616ء میں سید مرتضیٰ بخاری گورنر لاہور کا وصال ہوا۔
49- اسی سال 7 ربیع الاول کو آپ کے صاحبزادے خواجہ محمد عیسیٰ کا مرض طاعون سے وصال ہوا۔
50- ان سے چند گھنٹے بعد آپکے صاحبزادے خواجہ محمد فرخ کا اسی مرض سے وصال ہوا۔
51- اسی سال اسی مرض سے آپکی صاحبزادی حضرت ام کلثوم کا وصال ہوا۔
52- اسی سال اسی مرض سے آپ کے فرزند اکبر خواجہ محمد صادق رحمۃ اللہ علیہ کا وصال ہوا۔
53- 1025ھ / 1616ء کو مولانا یار محمد جدید بدخشی طالقانی رحمۃ اللہ علیہ نے مکتوبات امام ربانی کا دفتر اول مرتب کیا۔ جس میں 313 مکتوب ہیں
54- 1026ھ / 1617ء کو مولانا محمد قاسم رحمۃ اللہ علیہ کو ستر آدمی دیکر ترکستان میں تبلیغ دین کرنے کے لیے بھیجا گیا۔
55- 1026ھ ہی میں مولانا فرخ حسین رحمۃ اللہ علیہ کو چالیس آدمی دیکر عرب' یمن' شام اور روم میں تبلیغ دین کرنے کے لیے بھیجا گیا۔
56- اسی سال مولانا محمد صادق کابلی رحمۃ اللہ علیہ کو دس آدمیوں کا نگران بنا کر کاشغر بھیجا گیا۔
57- اسی سال شیخ احمد برکی رحمۃ اللہ علیہ کو تیس خلفاء سمیت تبلیغ دین کے لیے توران' بدخشان اور خراسان بھیجا گیا۔
58- 1027ھ / 1618ء میں شیخ بدیع الدین رحمۃ اللہ علیہ کو شاہی لشکر میں تبلیغ دین پر مامور فرمایا۔
59- 1028ھ / 1618ء میں مولانا عبد الحی حصاری رحمۃ اللہ علیہ نے مکتوبات امام ربانی کے دوسرے دفتر کو نور الخلائق کے تاریخی نام سے مرتب کیا۔ اس دفتر میں 99 مکتوبات ہیں۔
60- اسی سال میں سرمایہ ملت کے اس نگہبان کو گوالیار کے قلعے میں محبوس کر دیا گیا۔
61- 1029ھ / 1619ء میں تقریباً" ایک سال بعد آپ کو رہا کر کے لشکر کے ساتھ رکھا گیا۔
62- 1031ھ / 1612ء میں خواجہ محمد ہاشم کشمی رحمۃ اللہ علیہ نے مکتوبات امام ربانی کے تیسرے دفتر کو معرفت الحقائق کے تاریخی نام سے مرتب کیا۔
63- 1033ھ / 1623ء میں وصال سے تقریباً" ایک سال پہلے آپ نے پابندی سے رہائی حاصل کی۔
64- 28 صفر 1034ھ / 1624ء کو سرمایہ ملت کے اس عدیم المثال نگہبان کا وصال ہوا۔

انا للہ وانا الیہ راجعون

امام ربانی اور دو قومی نظریہ

نحمدہ و نصلی ونسلم علی رسولہ الکریم وعلی آلہ و اصحابہ اجمعین. ان اللہ عزوجل یبعث لھذہ الامہ علی راس کل مائہ سنہ من یجدد لھا دینھا. (مشکوٰۃ شریف ص ۳۶)

"بے شک اللہ تعالیٰ اس امت کے لئے ہر صدی کے آخر میں ایسی ہستی بھیجے گا جو اس کے دین کو نکھار کر پیش کرے گی"

گردش زمانہ کے ساتھ افکار و نظریات میں تبدیلی آجاتی ہے' عقائد' اعمال اور احوال کے مسائل دھندلا جاتے ہیں۔ جب کہ دین اسلام لافانی دین ہے' اس کی حفاظت رب العالمین جل شانہٗ نے اپنے ذمہ لے رکھی ہے اور حضور سید عالم خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم پر سلسلۂ نبوت ختم ہو چکا ہے۔ آپ کے بعد کوئی نیا نبی نہیں آئے گا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے دین کی حفاظت کا یہ انتظام فرمایا کہ ہر صدی میں ایسے جلیل القدر اصحاب ایمان پیدا فرمائے جو نبی تو نہیں تھے لیکن وارثان انبیاء تھے۔ انہوں نے حق اور ناحق کو جدا کیا' سنت و بدعت میں فرق کیا' ایمان کی محبت و عظمت دلوں میں بٹھائی' کفر سے نفرت کا درس دیا' فسق و فجور میں ڈوبے ہوئے افراد کو تقویٰ و طہارت کا پیکر بنا دیا' جہالت اور غفلت کی مدہوشی میں غرق شدہ لوگوں کو خود شناس' خدا پرست اور سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات اور سنتوں کا عامل بنا دیا۔ مختصر یہ کہ انسان نما حیوانوں کو مقام انسانیت پر فائز کر دیا۔

امام ربانی مجدد الف ثانی حضرت شیخ احمد سرہندی قدس سرہ العزیز بھی سلسلہ

مجددین کی سنہری کڑی ہیں۔ اور آپ کا امتیازی وصف یہ ہے کہ سرکار دو عالم ﷺ کے دنیا سے رحلت فرما جانے کے ایک ہزار سال بعد آپ نے تجدید دین کا کارنامہ انجام دیا اور اس طویل عرصے میں اپنوں کی بے اعتنائی اور بیگانوں کی چیرہ دستی نے گرد و غبار اور شکوک و شبہات کی جو دبیز دیواریں کھڑی کر رکھی تھیں انہیں مسمار کر کے دین متین کا رخ زیبا سب کے سامنے بے حجاب کر دیا۔

امام ربانی رحمتہ اللہ تعالیٰ کا سلسلہ نسب ۲۹ واسطوں سے سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک پہنچتا ہے۔ ۹۷۱ھ میں آپ کی ولادت باسعادت سرہند شریف میں ہوئی۔ آپ کے والد گرامی شیخ عبدالاحد رحمتہ اللہ تعالیٰ کو حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی کے صاحبزادے حضرت شیخ رکن الدین سے سلسلہ قادریہ چشتیہ میں اجازت و خلافت حاصل تھی۔

امام ربانی نے اکثر و بیشتر علوم اپنے والد ماجد سے حاصل کئے' ان کے علاوہ مولانا کمال الدین کشمیری' مولانا یعقوب کشمیری اور قاضی بہلول بدخشی سے بھی علوم عقلیہ و نقلیہ حاصل کئے۔ قلعہ گوالیار کی اسیری کے دور (۱۰۲۸-۲۹ھ) میں قرآن پاک حفظ کیا۔

حضرت مجدد الف ثانی کو سلسلہ چشتیہ میں اپنے والد ماجد سے اور سلسلہ قادریہ میں حضرت شاہ کمال کیتھلی سے اجازت و خلافت حاصل تھی۔ ۱۰۰۸ھ میں حضرت خواجہ باقی باللہ سے بیعت ہو کر سلسلہ نقشبندیہ میں اجازت و خلافت حاصل کی[1] اور آسمان ولایت کے آفتاب و ماہتاب بن کر چمکے' آپ نے اتباع شریعت و سنت کی ایسی تحریک چلائی جس کے اثرات صرف ہندوستان کے گوشے گوشے میں نہیں بلکہ وسط ایشیاء' شام اور دیگر ممالک تک پہنچے۔

۱۔ محمد مسعود احمد' ڈاکٹر: مقدمہ "تجلیات امام ربانی" مطبوعہ لاہور ص ۱۳'۱۴

امام ربانی کی مساعی جمیلہ کی بدولت دنیائے اسلام میں نئی بہار آ گئی' اتباع شریعت کا چلن عام ہوا' ان کی توجہات عالیہ سے صرف ظاہری تبدیلی نہیں آئی بلکہ دلوں کی دنیا میں انقلاب آ گیا' کافر حلقہ بگوش اسلام ہوئے' فاسق و فاجر عابد شب زندہ دار بن گئے اور خوش بخت حضرات ولایت علیا کے مقام پر فائز ہو گئے' دینی مدارس سے قال اللہ' قال الرسول کی دل نواز صدائیں بلند ہونے لگیں' مسجدیں اور خانقاہیں عبادت و ریاضت اور ذکر و فکر سے آباد ہو گئیں۔ لطیفہ قلب' روح' سر' خفی' اخفی' نفسی اور قلبی ذکر الٰہی سے معمور ہو گئے' نفی و اثبات اور مراقبات کا دور دورہ ہوا' اخلاص و احسان کے مظاہر عام ہو گئے' یہ سب اس قدسی صفات ہستی کا فیض نظر تھا جسے دنیا امام ربانی' مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ کے القاب سے جانتی اور پہچانتی ہے۔

دو قومی نظریہ

اس نظریئے کے فروغ کے لئے امام ربانی قدس سرہ العزیز کی مساعی جمیلہ کے بیان کرنے سے پہلے ضروری ہے کہ اس دور کا مختصر جائزہ پیش کر دیا جائے تاکہ آپ کی مجاہدانہ کارروائی کی قدر و قیمت کا کسی حد تک اندازہ ہو سکے۔ آپ کی مصلحانہ کوششوں کا آغاز اکبر کے دور میں ہوا اور جہانگیر کے دور میں ان کوششوں کے ثمرات لوگوں نے سر کی آنکھوں سے دیکھ لئے۔

اکبر بادشاہ زندگی کے ابتدائی دور میں مخلص مسلمان دکھائی دیتا تھا' باقاعدہ نماز پنجگانہ ادا کرتا' علماء دین کا احترام کرتا یہاں تک کہ بعض علماء کی جوتیاں خود سیدھی کرتا' رفتہ رفتہ اس میں تبدیلیاں آنے لگیں اور وہ دین سے دور ہوتا گیا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ وہ خود علم سے بے بہرہ تھا' اس کے حرم شاہی میں ہندو خواتین شامل تھیں' اس کے دربار میں ہندوؤں کی قدر و منزلت تھی' عیسائی پادریوں سے میل ملاپ تھا اور

اس کے اردگرد ایسے علماء سوء جمع ہو گئے تھے جن کا مطمحِ نظر بادشاہ کی خوشنودی اور مال دنیا حاصل کرنے کے علاوہ کچھ نہ تھا' وہ بھرے دربار میں اس طرح ایک دوسرے سے دست بگریباں ہوتے کہ بادشاہ علماء سے تو کیا اسلام ہی سے بددل ہوتا گیا' ان تمام عوامل کا نتیجہ یہ ہوا کہ بادشاہ نے ایک نئے دین "دین الٰہی" کی داغ بیل ڈال دی۔

پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد مدظلہ العالی اس دور کی منظر کشی کرتے ہوئے فرماتے ہیں :

> "تیسرے دور میں دین الٰہی کا آغاز ہوا اور وہ کچھ ہوا جو ناگفتنی ہے' ہر وہ کام کیا جانے لگا جو اسلام کے سراسر منافی ہے' مثلاً "کلمہ طیبہ میں "محمد رسول اللہ" کی جگہ "اکبر خلیفۃ اللہ" پڑھا جانے لگا' گائے کی قربانی پر پابندی لگا دی گئی' خنزیر اور کتوں کا احترام ہونے لگا' شراب اور جوا عام ہو گیا' اکبر نے علماء کو بالجبر شراب پلائی' عورتوں کی بے حجابی عام ہو گئی' پردہ پر پابندی لگا دی گئی "زمین بوس" کے نام سے سجدہ کا آغاز کیا گیا' عالم و عامی سب بادشاہ کے آگے سجدہ ریز ہونے لگے' بعض مساجد ڈھا دی گئیں اور مدارس عربیہ مسمار کر دیئے گئے' داڑھیاں منڈوا دی گئیں اور شعائرِ اسلام کا برسرِ عام مذاق اڑایا جانے لگا" [2]

انداز فرمائیں ایسے پرآشوب دور میں کلمہ حق کہنا اور پرچم اسلام بلند کرنا کتنا مشکل ہوگا؟ جب علم سے بے بہرہ اور خودسر حکمران' مخالف اسلام فتنے کا خود بانی ہو' ابو الفضل اور فیضی جیسے علماء اس کے خوشامدی ہوں' مشائخ منقار زیر پر ہوں' ایسے عالم میں شیخ محقق شاہ عبدالحق محدث دہلوی اپنی تصانیف کے ذریعے اور امام ربانی مجدد الف

۲۔ محمد مسعود احمد' ڈاکٹر : مقدمہ "تجلیات امام ربانی" ص ۱۱ مطبوعہ لاہور

ثانی رحمہما اللہ تعالیٰ اپنے مکتوبات کے ذریعے عوام' علماء' صوفیا اور بادشاہ وقت کے مقربین کو اسلام کی حفاظت اور سربلندی کے لئے کام کرنے کی دعوت دیتے ہوئے میدان عمل میں سربکف دکھائی دیتے ہیں۔

آج ذرائع ابلاغ اتنے تیز ہیں کہ "آناً فاناً" ایک پیغام مشرق سے مغرب تک پہنچ جاتا ہے' امام ربانی کے دور میں اخبارات' ٹیلیویژن اور سیٹلائٹ کا وجود نہیں تھا' اس کے باوجود آپ نے مکتوبات کے ذریعے اسلام کا پیغام مریدین' خلفاء اور ارکان سلطنت تک پہنچایا۔ آپ کے مکتوبات ذاتی نوعیت کے نہیں تھے بلکہ ہر مکتوب میں دین کا پیغام اور شریعت و طریقت کا کوئی مسئلہ بیان کیا جاتا تھا' جس کے نام مکتوب ارسال کیا جاتا وہ اسے اپنی ذات تک محدود نہ رکھتا بلکہ اصل یا اس کی نقل دوسروں تک پہنچا دیتا اس طرح وہ مکتوب تیزی کے ساتھ دور دراز تک پہنچ جاتا۔ ایک ولی کامل و مکمل کے قلم سے نکلا ہوا ایک ایک لفظ پڑھنے سننے والوں کے دل و دماغ میں اتر جاتا اور انقلاب برپا کر دیتا۔

حضرت امام ربانی نے دین کی جن بنیادی تعلیمات پر بطور خاص زور دیا ان میں سے ایک یہ ہے کہ اسلام اور کفر ایک دوسرے کی ضدیں ہیں۔ ان میں آپس میں نہ تو اتحاد ہو سکتا ہے اور نہ ہی مفاہمت ہو سکتی ہے' اسلام لانے کا صرف یہ مطلب نہیں کہ زبان سے کلمہ طیبہ پڑھ لیا جائے اور دل سے تصدیق کر لی جائے' مسلمان بننے کے لئے تصدیق اور اقرار کے بعد احکام اسلام پر عمل کرنا اور اپنی طاقت کے مطابق اسلام کی ترویج و اشاعت کے لئے کوشش کرنا بھی ضروری ہے' اس کے ساتھ ہی کفر' معصیت اور کافر سے نفرت و بیزاری اور کفر کے مٹانے کیلئے ہر ممکن کوشش کرنا بھی ضروری ہے' ایک مسلمان کے لئے کفر اور کافر کی محبت و تعظیم کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے :

ولکن اللہ حبب الیکم الایمان و زینہ فی قلوبکم و کرہ الیکم

الکفرو الفسوق والعصیان. (۴۹/۷)

"لیکن اللہ نے ایمان کو تمہارے لئے محبوب بنا دیا اور اسے تمہارے دلوں میں مزین کر دیا اور تمہارے لئے کفر، فسق اور معصیت کو مکروہ بنا دیا۔"

دوسری جگہ ارشاد فرمایا:

یاایھا الذین امنوا لا تتخذوا الیھود والنصاری اولیاء بعضھم اولیاء بعض ومن یتولھم منکم فانہ منھم (۵/۵۱)

"اے ایمان والو! یہود و نصاریٰ کو دوست نہ بناؤ وہ ایک دوسرے کے دوست ہیں، تم میں سے جو ان سے دوستی رکھے گا وہ ان میں سے ہوگا۔"

اللہ اکبر! کتنا پُرجلال ارشاد ہے جسے سن کر ایک مسلمان پر کپکپی طاری ہو جائے۔ حدیث شریف میں ہے کہ جس شخص میں تین خصلتیں پائی جائیں ان کے ذریعے وہ ایمان کی حلاوت (مٹھاس) پالے گا:-

۱۔ جس شخص کے نزدیک اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول مکرم ﷺ ہر ماسوا سے زیادہ محبوب ہوں۔

۲۔ جو کسی بندے سے محض اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے محبت رکھے۔

۳۔ اللہ تعالیٰ نے اسے کفر سے نجات دی ہے تو وہ کفر کی طرف لوٹ جانے کو اس طرح مکروہ جانے جس طرح آگ میں ڈالے جانے کو مکروہ جانتا ہے۔[۳]

امام ربانی نے اپنے مکتوبات میں بڑے درد و سوز کے ساتھ اسلام کی سربلندی اور کفر کے ذلیل کرنے کی اپیل کی ہے، خان اعظم کے نام مکتوب میں لکھتے ہیں:

۳۔ محمد بن عبداللہ الخطیب ولی الدین: مشکوٰۃ شریف (عربی) ص ۱۲ مطبوعہ کراچی

"اسلام کی غربت اس حد تک پہنچ چکی ہے کہ کفار برملا اسلام پر طعن اور مسلمانوں کی مذمت کرتے ہیں، کفر کے احکام بے تحاشا جاری کرتے ہیں اور گلی کوچوں میں اہل کفر کی تعریفیں کرتے ہیں، مسلمانوں کو اجرائے احکام سے روکا جاتا ہے اور احکام اسلام بجا لانے پر اعتراض کیا جاتا ہے۔۔۔۔۔ آپ کوشش فرمائیں کہ کم از کم کافروں کے بڑے بڑے احکام جو مسلمانوں میں عام ہو رہے ہیں وہ ختم ہو جائیں اور مسلمان ان مخالف شریعت کاموں سے محفوظ ہو جائیں۔۔۔۔۔ گزشتہ حکومت (اکبر کے دور) میں دین مصطفیٰ ﷺ کی دشمنی مترشح ہوتی تھی اس حکومت میں ظاہراً وہ عناد نہیں ہے اور اگر ہے تو بے علمی کی بنا پر ہے، خوف اس بات کا ہے کہ کہیں اس جگہ بھی معاملہ دشمنی تک نہ پہنچ جائے اور مسلمانوں کے لئے معاملہ (زندگی گزارنا) مشکل ہو جائے"[۴]

ایک دوسرے مکتوب میں جناب سید شیخ فرید کو تحریر فرماتے ہیں:

"اللہ تعالیٰ نے کلام مجید میں کافروں کو اپنا اور اپنے رسول اکرم ﷺ کا دشمن فرمایا ہے، لہٰذا خدا اور رسول کے ان دشمنوں کے ساتھ دوستی اور میل جول بڑا گناہ ہوگا، ان دشمنوں کی ہم نشینی اور ان سے میل ملاپ کا کم سے کم نقصان یہ ہے کہ احکام شریعت کے جاری کرنے اور کفر کے نشانات کے مٹانے کی قوت

۴۔ احمد سرہندی، امام ربانی شیخ: مکتوبات امام ربانی (فارسی) دفتر اول مکتوب ۶۵ ص ۵۳

کمزور پڑ جائے گی اور دوستی کا تعلق اس میں رکاوٹ بنے گا اور یہ
بہت نقصان ہے"

اللہ تعالیٰ کے دشمنوں کی دوستی اور محبت' اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی دشمنی تک پہنچنے کا ذریعہ بن جائے گی۔ ایک شخص یہ گمان کرتا ہے کہ وہ مسلمان ہے' اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ پر ایمان رکھتا ہے لیکن وہ نہیں جانتا کہ اس قسم کے قبیح اعمال' اس کی دولت ایمان کا صفایا کر دیں گے' ان ناکارہ لوگوں کا کام اسلام اور مسلمانوں کا تمسخر اڑانا ہے۔ وہ اس بات کے منتظر رہتے ہیں کہ اگر ان کا بس چلے تو مسلمانوں کو تباہ کر دیں یا سب کو قتل کر دیں یا انہیں کافر بنا لیں۔ پس اہل اسلام کو بھی شرم کرنی چاہئے کہ "الحیاء من الایمان" (حیاء ایمان کے اعمال میں سے ہے) مسلمان ہونے کی لاج رکھنی چاہئے اور ہمیشہ ان کو ذلیل کرتے رہنا چاہئے[۵]

اس موضوع پر امام ربانی کا جو مکتوب بھی پڑھیں اس کے ایک ایک جملے سے جلال فاروقی جھلکتا ہوا محسوس ہوتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ بندہ مومن کو سب سے زیادہ محبت اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب پاک ﷺ سے ہونی چاہئے' تب ہی اُسے ایمان کی چاشنی میسر آسکے گی (جیسا کہ اس سے پہلے حدیث شریف کے حوالے سے بیان ہوا) اب آپ خود ہی سوچئے کہ جس ہستی کے ساتھ ایمان کی حد تک محبت ہو' کیا اس کے دشمن سے محبت ہو سکتی ہے؟ اس کی تعظیم کی جا سکتی ہے' اس کی عزت افزائی کی جا سکتی ہے؟ حاشا وکلا! اگر ایسا کیا گیا تو یہ محبت کی توہین ہو گی اور غیرت ایمانی کے سراسر منافی۔

یہ ہے دو قومی نظریہ جو قرآن و حدیث سے ثابت ہے' جسے اکبری دور میں ختم کرنے کی کوشش کی گئی تو اللہ تعالیٰ کی نصرت و توفیق سے امام ربانی مجدد الف ثانی قدس

۵۔ احمد سرہندی' مجدد الف ثانی: مکتوبات امام ربانی' دفتر اول مکتوب ۱۶۳ ص ۵۱'۵۲

سرہ العزیز نے جرأت ایمانی اور جلال فاروقی سے کام لیتے ہوئے ایسی کوششوں کو خاک میں ملا دیا۔ شاعر مشرق علامہ اقبال نے بجا کہا ہے:

وہ ہند میں سرمایۂ ملت کا نگہبان
اللہ نے بروقت کیا جس کو خبردار

حضرت امام ربانی نے پرچم اسلام بلند کرنے کے لئے جو کوششیں کیں ان کی کامیابی اور نتائج کا تذکرہ کرتے ہوئے' پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد مدظلہ العالی لکھتے ہیں:

"حضرت مجدد نے اسلام کے لئے اپنا تن' من' دھن سب کچھ لٹا دیا۔ عزیمت پسندی کی ایسی شاندار مثالیں قائم کیں جن سے مردہ دل زندہ ہو گئے اور ایک عظیم انقلاب آ گیا۔۔۔۔ بادشاہ کے حضور سجدۂ تعظیمی (زمین بوس) موقوف کر دیا گیا' گائے کی قربانی عام ہو گئی اور سب سے پہلے خود جہانگیر نے قلعہ کانگڑا میں حضرت مجدد کی موجودگی میں گائے ذبح کرائی' شراب پر پابندی لگا دی گئی اور بے شمار اصلاحات ہوئیں۔ بلاشبہ حضرت مجدد کی انتھک جدوجہد سے مذہبی سطح پر اسلام' سنیت اور حنفیت کو فروغ ہوا۔۔۔۔ روحانی سطح پر تصور "وحدۃ الوجود" کی غلط تعبیرات سے جو ہلاکت پھیل رہی تھی تصور "وحدۃ الشھود" نے اس کا موثر دفاع کیا اور ناقابل فہم کو عام لوگوں کے لئے قابل فہم بنا دیا گیا۔۔۔۔ اس طرح ہر سطح پر فکر مسلم کی اصلاح کر کے ایک عظیم انقلاب برپا کیا گیا۔[۶]

۶۔ محمد مسعود احمد' پروفیسر ڈاکٹر: مقدمہ "تجلیات امام ربانی" ص ۲۳'۲۴ مطبوعہ لاہور

مشہور مؤرخ اور محقق ڈاکٹر اشتیاق حسین قریشی لکھتے ہیں:

"جہانگیر کے دور حکومت میں شیخ احمد سرہندی المعروف مجدد الف ثانی آگے آئے، آپ کی مسلسل کوششوں سے تحریک احیائے دین کا آغاز ہوا، چنانچہ اس انقلاب و تبدیلی کے نتیجے میں سیاسی سطح پر جو کوششیں کی گئیں وہ اکبر، جہانگیر، شاہجہان اور اورنگ زیب عالمگیر کے درباروں کی بدلتی فضا میں مطالعہ کی جا سکتی ہیں، اکبر بادشاہ کی آزاد خیالی اور الحاد کا نقطۂ عروج تھا، جہانگیر کی تخت نشینی سے اس آزاد خیالی کا زوال شروع ہوتا ہے، شاہجہان اگرچہ پارسا سنی مسلمان تھا اور دربار میں کسی قسم کی مذہبی ڈھیل برداشت نہیں کرتا تھا، تاہم اس نے غیر سنیوں کو بھی مطمئن رکھا، اورنگ زیب عالمگیر سنیوں کا نشان نصرت تھا۔"[۷]

اکبری دور کے بعد بیسویں صدی عیسوی کی ابتداء میں پھر اس فتنے نے سر اٹھایا، ہندو مسلم بھائی بھائی کا نعرہ بلند کیا گیا، کانگریس علماء اس تحریک کے ہمنواء تھے، امام احمد رضا خاں بریلوی نے علالت کے باوجود "المحجة المؤتمنة" لکھ کر ہندو مسلم اتحاد کے تار و پود بکھیر دیئے اور قرآن و حدیث کے دلائل قاہرہ کی روشنی میں دو قومی نظریہ پوری قوت کے ساتھ پیش کیا۔

کس دردمندی کے ساتھ فرماتے ہیں:

"جب ہندوؤں کی غلامی ٹھہری، پھر کہاں کی غیرت اور کہاں کی خودداری؟ ---- وہ تمہیں ملیچھ جانیں، بھنگی مانیں، تمہارا پاک

۷۔ محمد مسعود احمد، پروفیسر ڈاکٹر: مقدمہ "تجلیات امام ربانی" ص ۲۸، ۲۹ مطبوعہ لاہور

ہاتھ جس چیز کو لگ جائے گندی ہو جائے ---- حالانکہ حکم قرآن وہ خود نجس ہیں اور تم ان نجسوں کو مقدس، مطہر بیت اللہ میں لے جاؤ، جو تمہارے ماتھے رکھنے کی جگہ ہے وہاں ان کے گندے پاؤں رکھواؤ، مگر تم کو اسلامی حس ہی نہ رہا، محبت مشرکین نے اندھا بہرا کر دیا ---- سب جانے دو! خدا کو منہ دکھانا ہے یا ہمیشہ مشرکین ہی کی چھاؤں میں رہنا ہے ---- جواز تھا تو یوں کہ کوئی کافر مثلاً اسلام لانے یا اسلامی تبلیغ سننے یا اسلامی حکم لینے کے لئے مسجد میں آئے یا اس کی اجازت تھی کہ خود سر مشرکوں، نجس بت پرستوں کو مسلمانوں کا واعظ بنا کر مسجد میں لے جاؤ، اسے مسند مصطفیٰ ﷺ پر بٹھاؤ، مسلمانوں کو نیچا کھڑا کر کے اس کا وعظ سناؤ؟ کیا اس کے جواز کی کوئی حدیث یا کوئی فقہی روایت تمہیں مل سکتی ہے؟ حاشا ثم حاشا اللہ انصاف! کیا یہ اللہ و رسول سے آگے بڑھنا، شرع مطہر پر افتراء دھرنا، احکام الٰہی دانستہ بدلنا، سور کو بکری بنا کر نگلنا نہ ہوگا؟"[۸]

اسی دور میں شاعر مشرق علامہ اقبال نے بھی کانگرسی علماء کا سختی سے محاسبہ کیا، مولوی حسین احمد مدنی نے جب ایک بیان میں کہا کہ "قومیں وطنوں سے بنتی ہیں" تو علامہ نے مشہور زمانہ اشعار کہے جو زبان زد عام ہیں، بلکہ اپنے ایک مقالہ میں تو نظریہ وطنیت کو قادیانی افکار کا تتبع قرار دیتے ہیں، لکھتے ہیں:

"جس طرح قادیانی نظریہ ایک جدید نبوت کی اختراع سے قادیانی

۸۔ احمد رضا خاں بریلوی، امام: المحجة المؤتمنة ص ۸۴ مطبوعہ بریلی شریف

افکار کو ایک ایسی راہ پر ڈال دیتا ہے کہ اس کی انتہاء نبوت محمدیہ کے کامل واکمل ہونے سے انکار ہے' بعینہ اسی طرح وطنیت کا نظریہ بھی امت مسلمہ کی بنیادی سیاست کے کامل ہونے سے انکار کی راہ کھولتا ہے' بظاہر نظریہ وطنیت سیاسی نظریہ ہے اور قادیانی "انکار خاتمیت" الٰہیات کا ایک مسئلہ ہے' لیکن ان دونوں میں ایک گہرا معنوی تعلق ہے"۔[۹]

آج ۲۸/صفر ۱۴۱۷ھ ہے' ہم امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہ العزیز کی احیاء اسلام اور تجدید دین کے سلسلے میں گرانقدر مساعی جمیلہ' ان کی تعلیمات اور افکار سے آگاہی حاصل کرنے کے لئے اس ہال میں جمع ہوئے ہیں' ۲۸/صفر ۱۰۳۴ھ/۱۶۲۴ء کو آپ اس دار فانی سے رحلت فرما گئے' لیکن مکتوبات شریفہ اور آپ کی دیگر تصانیف آج بھی ہمارے پاس موجود ہیں' ہمیں پہلے سے کہیں زیادہ آج ان کا مطالعہ کرنے اور ان کی اشاعت کی ضرورت ہے۔

آج ملک پاک لادینیت' عریانیت' قتل وغارت گری اور دھماکوں کی زد میں ہے' گستاخ رسول کی سزائے موت اور قادیانیوں کو اقلیت قرار دینے سے متعلق قوانین ختم کرنے کی تیاری کی جارہی ہے' قرآن وحدیث کے احکام کے برعکس عورت کی سزائے موت کا قانون ختم کیا جارہا ہے' یوں معلوم ہوتا ہے کہ پاکستان آزاد اسلامی مملکت نہیں' بلکہ امریکہ کی ایک کالونی ہے' دنیا کے نقشے پر پچاس سے زیادہ اسلامی ممالک موجود ہیں اس کے باوجود کشمیر' بوسنیا' چیچنیا' فلسطین اور دیگر اسلامی ممالک میں بے گناہ مسلمانوں کا خون بے دردی کے ساتھ بہایا جارہا ہے' مگر کسی حکمران کے کان پر

۹۔ عبدالواحد معینی' سید: مقالات اقبال ص ۲۷۸ مطبوعہ آئینہ ادب' لاہور

جوں تک نہیں رینگتی' اس کی وجہ کیا ہے؟ صاف ظاہر ہے کہ ہمارے ایمان کمزور ہو چکے ہیں' ہم دو قومی نظریئے کی روح کو فراموش کر چکے ہیں' ہم نے ''انما المؤمنون اخوۃ'' کا سبق بھلادیا ہے۔

آج بھی اگر اسلامی ممالک کے حکمران اور عوام دو قومی نظریئے کو اپنالیں تو انہیں عظمت رفتہ دوبارہ مل سکتی ہے اور امریکہ کا نیو ورلڈ آرڈر ریت کا گھروندا ثابت ہو سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

ولا تھنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان کنتم مومنین

اللہ تعالیٰ ہمیں امام ربانی مجدد الف ثانی' امام احمد رضا بریلوی اور علامہ اقبال کے افکار اور تعلیمات پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

امام ربانی اور مسلک اہلسنت وجماعت

امت مسلمہ کا مختلف فرقوں میں بٹ جانا نہ تو قابل تحسین ہے اور نہ ہی قوت میں اضافے کا باعث۔ تفریق در تفریق جتنی بڑھتی جائے گی اتنی ہی قوت میں کمی آتی جائے گی۔ اس کے ساتھ ہی یہ بھی حقیقت ہے کہ اختلافات پوری شدت کے ساتھ موجود ہیں اب دو ہی صورتیں ہیں یا تو سب کو غلط قرار دے کر ایک نئے فرقے کا اضافہ کر لیا جائے یا پھر قرآن و حدیث اور اسلاف امت کے ارشادات کی روشنی میں دیکھا جائے کہ کون حق پر ہے؟

امام احمد' نسائی اور دارمی روایت کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمارے سامنے ایک خط کھینچا پھر اس کے دائیں بائیں کچھ خطوط کھینچے اور فرمایا:

یہ متعدد راستے ہیں' ان میں سے ہر ایک پر ایک شیطان ہے جو اس کی طرف بلاتا ہے'

اور یہ آیت کریمہ پڑھی۔

وان هذا صراطي مستقيما فاتبعوه (۱۵۳/۶)

اور یہ میرا راستہ ہے سیدھا اس کی پیروی کرو[1]

اس آیت کریمہ اور حدیث شریف سے واضح ہے کہ سیدھا اور واجب الاطاعت ایک ہی راستہ ہے اور وہ ہے اللہ تعالیٰ کے حبیب اکرم ﷺ کا۔

امام ترمذی حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

بنی اسرائیل بہتر فرقوں میں تقسیم ہوئے' اور ہماری امت تہتر فرقوں میں تقسیم ہو گی' وہ سب آگ میں ہوں گے سوائے ایک ملت (جماعت) کے

ا۔ محمد بن عبداللہ' الخطیب ولی الدین : مشکوۃ شریف عربی (طبع کراچی) ص ۳۰

صحابہ اکرام نے عرض کیا:

یا رسول اللہ وہ ملت کون سی ہے؟ فرمایا

جس پر ہم ہیں اور ہمارے اصحاب ہیں۔ **ما انا عليه واصحابي**[2]

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اس امت کا نجات پانے والا سب سے پہلا گروہ صحابہ کرام کا ہے جن میں حضرات اہل بیت کرام بھی شامل ہیں۔ یہی وہ قدسی صفات نفوس ہیں جنہوں نے سرکار دوعالم ﷺ کے قدم بقدم چل کر زندگی بسر کی' اور جن کے جگمگاتے نقوش اقدام بعد میں آنے والے مسلمانوں کے لئے منزل مقصود کے نشان راہ بن گئے۔

نبی اکرم ﷺ اور آپ کے صحابہ واہل بیت کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے طریقے پر چلنے والوں کو اللہ تعالیٰ نے مسلمین کا نام عطا فرمایا' اس مبارک نام کے ہوتے ہوئے کسی دوسرے نام کی ضرورت نہ تھی' لیکن مسلمان کہلانے والوں میں ایسے لوگ بھی پیدا ہو گئے جنہوں نے یونانی فلسفے سے متاثر ہو کر ایسے عقائد اختیار کر لئے جو کتاب و سنت کے ظاہر اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے عقائد کے خلاف تھے' مثلاً واصل بن عطا حضرت حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ کا شاگرد تھا' اس کا یہ عقیدہ تھا کہ جو شخص گناہ کبیرہ کا ارتکاب کرتا ہے وہ نہ مومن ہے اور نہ کافر ہے' اس عقیدے کی بنا پر اس نے اپنے استاد کا حلقہ درس چھوڑ کر علیحدہ حلقہ بنا لیا' حضرت حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

قد اعتزل عنا وہ ہم سے جدا ہو گیا ہے' اس بنا پر اس کا اور اس کے پیروکاروں کا نام معتزلہ قرار پایا'

شیخ ابوالحسن اشعری رحمتہ اللہ تعالیٰ ابو علی جبائی معتزلی کے شاگرد تھے' ایک موقع پر انہوں نے استاذ سے ایک سوال پوچھا جس کا وہ تسلی بخش جواب نہ دے سکا' انہوں نے استاذ کا مذہب چھوڑ دیا اور معتزلہ کے عقائد کے رد میں سرگرم ہو گئے انہوں

۲۔ محمد بن عبداللہ الخطیب : مشکوۃ شریف عربی ص ۳۰

نے اپنی تمام تر توانائی ان عقائد کے ثابت کرنے میں صرف کر دی جو ظاہر حدیث سے ثابت تھے اور صحابہ کرام ان کے قائل تھے' ان کے متبعین کا نام "اہل سنت و جماعت" رکھا گیا[٣] یعنی نبی اکرم ﷺ کی سنت اور جماعت صحابہ کے عقائد و نظریات رکھنے والے اور ما انا علیہ و اصحابی پر کاربند۔ اہل سنت و جماعت کے دوسرے امام شیخ ابو منصور ماتریدی رحمہ اللہ تعالیٰ ہیں' ان دونوں اماموں میں صرف چند مسائل میں اختلاف ہے۔

مکتوبات امام ربانی اور مسلک اہل سنت و جماعت

دعوت اسلام کے سلسلے میں قرآن پاک میں سیدنا سلیمان علیہ السلام کے مکتوب گرامی کا ذکر ہے جو انہوں نے ہدہد کے ذریعے ملکہ سبا بلقیس کے نام ارسال کیا' احادیث مبارکہ میں حضور سید عالم ﷺ کے مکتوبات شریفہ کا تذکرہ ملتا ہے جو آپ نے اس وقت کے سلاطین کو اسلام کی دعوت دینے کے لئے ارسال فرمائے۔

دعوت و تبلیغ کی دنیا میں حضرت محبوب سبحانی غوث صمدانی حضرت شیخ سید عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مواعظ "الفتح الربانی" کے نام سے شہرہ آفاق اور لافانی حیثیت کے حامل ہیں۔ حضرت شیخ محقق شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ کے مکتوبات بھی اپنی افادیت اور اہمیت کے اعتبار سے زندہ و پائندہ ہیں۔ امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رحمہ اللہ تعالیٰ کے زندہ جاوید مکتوبات دنیائے مکتوبات میں سب سے زیادہ شہرت رکھتے ہیں۔

آج فاصلاتی تعلیم کا سسٹم اوپن یونیورسٹیوں کے ذریعے قائم ہے' امام ربانی کے ذہنوں میں فاصلاتی تعلیم کا تصور بھی نہ تھا' اس کے باوجود

[٣] الاسلام (لکھنؤ) ص ٦

امام ربانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنے مکتوبات کے ذریعے نہ صرف یہ نظام دعوت و تعلیم عملاً رائج کیا بلکہ اسلامی انقلاب برپا کر دیا' یہ وہ دور تھا جب حکومتی سطح پر لادینیت کو فروغ دیا جا رہا تھا اور اسلامی شعائر کو مٹانے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگایا جا رہا تھا۔ امام ربانی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے اپنے مکتوبات میں قرآن و حدیث کی ترجمانی کی ہے اور روح اسلام کی تبلیغ فرمائی ہے' اسی لئے آج بھی ان کی آب و تاب میں کوئی فرق نہیں آیا' اور آج بھی ان گنت دلوں اور روحوں کو ایمان و معرفت کے انوار سے منور کر رہے ہیں۔

امام ربانی قدس سرہ اہل سنت و جماعت کی پیروی کو نجات کے لئے لازمی قرار دیتے ہوئے فرماتے ہیں:

"خلاصہ یہ ہے کہ راہ نجات اقوال و افعال اور اصول و فروع میں اہل سنت و جماعت (اللہ تعالیٰ ان کی کثرت میں اضافہ فرمائے) کی پیروی ہے' کیونکہ یہی نجات پانے والا فرقہ ہے' دوسرے فرقے زوال اور ہلاکت کے کنارے پر ہیں' آج کوئی شخص اس حقیقت کو جانے یا نہ جانے تاہم کل روز قیامت ہر شخص جان لے گا۔ اے اللہ! ہماری آنکھیں کھول دے قبل اس کے کہ موت ہماری آنکھیں کھولے۔"[٤]

جناب سید محمود کے نام مکتوب میں تحریر فرماتے ہیں:

مخدوما! ابدی نجات کے حاصل کرنے کے لئے تین چیزیں ضروری ہیں۔

(١) علم (٢) عمل (٣) اخلاص

[٤] احمد سرہندی' امام ربانی شیخ: مکتوبات امام ربانی فارسی (طبع لاہور) دفتر اول حصہ دوم ص ٥٨

علم کی دو قسمیں ہیں :

ا۔ وہ علم جس کا مقصد عمل ہے' اس کا بیان علم فقہ میں ہے۔

٢۔ وہ علم جس کا مقصد صرف اعتقاد اور دل کا یقین ہے۔

اس کی تفصیل فرقہ ناجیہ اہل سنت و جماعت کے صحیح عقائد کے مطابق علم کلام میں بیان ہوئی ہے۔

ان بزرگوں کی پیروی کے بغیر نجات کا تصور نہیں کیا جا سکتا' اگر بال برابر بھی مخالفت ہو تو خطرہ ہی خطرہ ہے' یہ بات صحیح کشف اور صریح الہام کے ذریعے بھی یقین کی حد تک پہنچی ہوئی ہے' اس کے خلاف کا احتمال بھی نہیں ہے۔" [٥]

آئندہ سطور میں حضرات امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ کے مکتوبات کے حوالے سے اہل سنت کے چند عقائد پیش کیے جاتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات

خان جہاں کے نام ارسال کردہ مکتوب میں اہل سنت و جماعت کے عقائد مختصر طور پر بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں :

"اللہ تعالیٰ اپنی قدیم ذات کے ساتھ خود موجود ہے' باقی تمام اشیاء اس کے پیدا کرنے سے موجود ہیں اور عدم سے وجود میں آئی ہیں' پس اللہ تعالیٰ قدیم اور ازلی (بے ابتداء) ہے' باقی تمام اشیاء حادث اور نو پیدا ہیں ـــ اللہ تعالیٰ یکتا ہے' اس کا کوئی شریک نہیں' نہ تو واجب الوجود ہونے میں اور نہ ہی مستحق عبادت

٥۔ ایضاً : مکتوبات امام ربانی فارسی (طبع لاہور) دفتر اول حصہ دوم ص ٣٨

ہونے میں واجب الوجود ہونا اس کے غیر کے لائق نہیں ہے' اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے۔" [٦]

آج کچھ لوگ کہتے ہیں کہ معاذ اللہ! اللہ تعالیٰ جھوٹ بول سکتا ہے' بعض کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ عرش پر ہے۔ امام ربانی فرماتے ہیں :

"صفات نقائص کی اس کی جناب مقدس سے نفی ہے' اللہ تعالیٰ جواہر' اجسام اور اعراض کی صفات اور ان کے لوازم سے منزہ ہے' زمان و مکان اور جہت کی اس بارگاہ میں گنجائش نہیں ہے' یہ سب اس کی مخلوق ہیں' وہ شخص بے خبر ہے جو اللہ کو عرش کے اوپر کہتا ہے اور اس کے لئے جہت فوق ثابت کرتا ہے' عرش اور اس کے ماسوا تمام مخلوقات حادث اور اس کی مخلوق ہیں' حادث کی کیا مجال؟ کہ وہ خالق قدیم کا مکان اور ٹھکانہ بنے۔" [٧]

اللہ تعالیٰ کی بلند و برتر ذات ہماری عقل میں نہیں آسکتی اور جو چیز ہماری عقل میں آجائے وہ ذات الٰہی نہیں ہو سکتی۔ شیخ سعدی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں :

اے برتر از قیاس و خیال و گمان و وہم
وز ہرچہ گفتہ اند و شنیدیم و خواندہ ایم
دفتر تمام گشت و بپایاں رسید عمر
ما ہمچناں در اول وصف تو ماندہ ایم

نوٹ : واجب وہ ہستی ہے جس کا عدم نہ ہو سکے اور عبادت تعظیم کی انتہاء کو کہتے ہیں یعنی کسی ہستی کو مستقل اور مستوجب بالذات ماننا۔ ــ شرف قادری

٦۔ احمد سرہندی' امام ربانی شیخ : مکتوبات فارسی دفتر دوم حصہ ہفتم ص ٤٦

٧۔ احمد سرہندی' امام ربانی شیخ : " " " حصہ ہفتم ص ٤٦

☆ اے وہ ذات جو قیاس 'خیال اور گمان و وہم سے برتر ہے۔

☆ اور ہر اس چیز سے برتر جو کہنے والوں نے کہی اور ہم نے سنی اور پڑھی ہے۔

دفتر مکمل ہو گیا اور عمر آخر کو پہنچ گئی۔

☆ ہم ابھی تیری صفت کے بیان کرنے کی ابتداء ہی میں ہیں۔

امام ربانی فرماتے ہیں:

"ہم اتنا جانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ موجود ہے اور اپنے ان اسماء اور صفات کاملہ سے متصف ہے جن کے ساتھ خود اس نے اپنی تعریف فرمائی ہے۔ لیکن اس کے بارے میں جو کچھ ہمارے ادراک 'فہم 'عقل اور تصور میں آتا ہے وہ اس سے منزہ اور بلند ہے"۸

اہل ایمان کو جنت میں اللہ تعالیٰ کا دیدار ہو گا وجوہ یومئذ ناضرۃ الیٰ ربھا ناظرۃ (۷۵/۲۳-۲۲)

کچھ چہرے اس دن تروتازہ ہوں گے اور اپنے رب کی زیارت کریں گے۔

امام ربانی فرماتے ہیں:

"بہشت میں بغیر جہت اور مقابلہ کے اور بغیر کیف اور احاطہ کے مومنوں کا اللہ تعالیٰ کے دیدار سے مشرف ہونا برحق ہے 'ہم اس اخروی دیدار پر ایمان لاتے ہیں اور اس کی کیفیت میں مشغول نہیں ہوتے 'کیونکہ اللہ تعالیٰ کا دیدار کیف کے بغیر ہے 'اس جہان میں اس کی حقیقت کیوں اور کیسے کے چکر میں پڑنے والوں پر ظاہر نہیں ہوتی اور ایمان کے بغیر ان کو دیدار نصیب نہیں ہو گا۔

۸۔ احمد سرہندی 'امام ربانی شیخ: مکتوبات فارسی دفتر دوم حصہ ہفتم ص ۴۷

افسوس فلاسفہ 'معتزلہ اور دیگر اہل بدعت فرقوں پر کہ محرومیت اور نابینا ہونے کی بناء پر آخرت کے دیدار کا انکار کرتے ہیں 'غائب کو حاضر پر قیاس کرتے ہیں اور اس پر ایمان لانے کی دولت سے بھی مشرف نہیں ہوتے۔"۹

ہم میں سے ہر مسلمان اللہ تعالیٰ کو وحدہ لاشریک مانتا ہے اور زبان سے اس کا اقرار کرتا ہے 'لیکن امام ربانی تو اس سے بھی آگے کی تعلیم دیتے ہیں 'فرماتے ہیں:

"توحید کا مطلب یہ ہے کہ دل کو اللہ تعالیٰ کے ماسوا کی طرف توجہ سے خالی کر دیا جائے 'جب تک دل اس کے ماسوا کے تعلق میں گرفتار ہے اگرچہ بہت ہی معمولی سا تعلق ہو 'وہ ارباب توحید میں سے نہیں ہے 'اس دولت کے حاصل کئے بغیر ایک کہنا اور ایک ماننا ارباب تحقیق کے نزدیک امر زائد ہے 'ہاں ایک کہنا اور ایک ماننا جو تصدیق ایمانی میں معتبر ہے ضروری ہے۔ لیکن اس کا الگ مطلب ہے۔"۱۰

یعنی توحید یہ ہے کہ بندہ مومن کے دل میں اللہ تعالیٰ کی یاد اس طرح راسخ ہو جائے کہ یاد الٰہی سے غافل کر دینے والی ہر چیز کو دل سے نکال پھینکے 'ورنہ نماز 'روزہ 'حج اور زکوٰۃ وغیرہ عبادات اس کی یاد کے لئے ہیں 'تلاوت قرآن کریم اس کی یاد کے لئے ہے اور اللہ تعالیٰ کے حبیب اکرم ﷺ کا تذکرہ اور چرچا اس کی یاد کے لئے ہے۔

اللہ تعالیٰ کو رام اور کرشن کہنا انتہائی حماقت ہے۔

بعض لوگ جہالت یا عیاری کی بنا پر کہتے ہیں کہ مسلمان اور ہندو میں فرق

۹۔ ایضاً" ص ۴۸

۱۰۔ احمد سرہندی 'امام ربانی شیخ: مکتوبات فارسی 'دفتر اول حصہ دوم ص ۱۲۸

نہیں ہے ایک رحمٰن کو مانتا ہے اور دوسرا رام کو' رحمٰن بھی وہی ہے اور رام بھی وہی ہے' یہ کھلا دھوکہ ہے۔ امام ربانی رحمتہ اللہ تعالیٰ ایک ہندو کے نام ارسال کردہ مکتوب میں فرماتے ہیں:

"رام اور کرشن وغیرہ ہندوؤں کے معبود اللہ تعالیٰ کی حقیر مخلوقات میں سے ہیں' یہ ماں باپ سے پیدا ہوئے' رام جسرت کا بیٹا' لکھمن کا بھائی اور سیتا کا شوہر تھا' رام اپنی بیوی کی حفاظت نہ کرسکا' وہ کسی دوسرے کی کیا امداد کرسکے گا؟ دور اندیش کو عقل سے کام لینا چاہئے اور ہندوؤں کی تقلید نہیں کرنی چاہئے' ہزاروں نفرین ہیں اس شخص پر جو تمام جہانوں کے پالنہار کو رام یا کرشن کے نام سے یاد کرے' یہ ایسے ہی ہے کہ کوئی شخص عظیم الشان بادشاہ کو بھنگی کے نام سے یاد کرے' رام اور رحمٰن کو ایک جاننا پرلے درجے کی حماقت ہے' خالق اور مخلوق ایک نہیں ہو سکتے" الخ[۱۱]

مقام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم

حضور سید عالم ﷺ کا مقام تمام مخلوق سے بلند وبالا ہے' اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب اکرم ﷺ کو وہ عظمتیں اور رفعتیں عطا فرمائی ہیں کہ وہاں تک نہ کوئی مقرب فرشتہ پہنچا اور نہ کسی رسول کی وہاں تک رسائی ہوئی' امام احمد رضا خاں بریلوی رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں:

☆ اے راون لے اڑا اشرف قادری

۱۱۔ ایضاً" حصہ اول حصہ سوم ص ۵۹

خلق سے اولیاء' اولیاء سے رسل
اور رسولوں سے اعلیٰ ہمارا نبی
انبیاء سے کروں عرض کیوں مالکو!
کیا نبی ہے تمہارا ہمارا نبی

امام ربانی رحمتہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"مقام رضا سے اوپر صرف حضرت خاتم الرسل علیه و علیهم الصلوات والتسلیمات کا مقام ہے' غالباً اسی مقام کی خبر دیتے ہوئے آپ ﷺ نے فرمایا: میرے لئے اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایک وقت ہے کہ میرے ساتھ اس وقت میں کسی مقرب فرشتے اور نبی رسول کی گنجائش نہیں ہے' اور غالباً حدیث قدسی میں اسی خصوصیت کی طرف اشارہ ہے (اللہ تعالیٰ نے فرمایا:) اے حبیب! میں ہوں اور تم ہو اور تمہارے علاوہ جو کچھ ہے وہ میں نے تمہارے لئے پیدا کیا۔ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے عرض کیا: اے اللہ! تو ہے اور میں نہیں ہوں! تیرے سوا جو کچھ ہے وہ میں نے تیرے لئے چھوڑ دیا۔

لوگ آج حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے مقام کا کیسے ادراک کر سکتے ہیں؟ اور آپ کی عظمت وبزرگی اس جہان میں کیسے پہچان سکتے ہیں؟ کیونکہ اس امتحان گاہ (دنیا) میں سچا اور جھوٹا' حق اور باطل مخلوط ہے' قیامت کے دن آپ کی بزرگی معلوم ہوگی کہ آپ پیغمبروں کے امام اور ان کی شفاعت کرنے والے ہوں گے' آدم علیہ السلام اور دیگر انبیاء آپ کے جھنڈے

کے نیچے ہوں گے۔"[۱۲]

امام احمد رضا خاں بریلوی فرماتے ہیں:

بادشاہ تو کیا کہ خلیل جلیل کو
کل دیکھنا کہ ان سے تمنا نظر کی ہے

محبت و اطاعت مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم

امام ربانی مجدد الف ثانی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ایک دن قرآن پاک کی تلاوت کر رہا تھا کہ (سورۂ توبہ کی آیت نمبر ۲۴ سامنے آ گئی) جس میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

"آپ فرما دیجئے کہ اگر تمہارے آباء، بیٹے، بھائی، بیویاں، خاندان، وہ اموال جو تم نے کمائے ہیں، اور وہ تجارت جس کے خسارے سے تم ڈرتے ہو اور پسندیدہ مکانات تمہیں اللہ، اس کے رسول اور اس کی راہ میں جہاد کرنے سے زیادہ محبوب ہیں تو تم انتظار کرو یہاں تک کہ اللہ اپنا امر لے آئے اور اللہ فاسقوں کو ہدایت نہیں دیتا۔" اس آیت کی تلاوت سے بہت گریہ طاری ہوا اور خوف غالب آگیا: اسی اثناء میں اپنے حال کا مطالعہ کیا تو دیکھا کہ میں ان اشیاء میں سے کسی میں بھی گرفتار نہیں ہوں۔"[۱۳]

یعنی اللہ تعالیٰ اس کے حبیب اکرم ﷺ اور اس کی راہ میں جہاد کی محبت ہر محبت پر غالب ہے۔

۱۲۔ احمد سرہندی، امام ربانی شیخ: مکتوبات دفتر دوم حصہ ششم ص ۲۸۔۲۷
۱۳۔ احمد سرہندی، امام ربانی شیخ: مکتوبات فارسی دفتر سوم حصہ ہشتم ص ۵۳

امام ربانی مجدد الف ثانی جناب سید فرید کے نام مکتوب میں فرماتے ہیں کہ:

"اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے من یطع الرسول فقد اطاع اللہ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ کی اطاعت کو اپنی اطاعت کا عین قرار دیا، لہٰذا رسول اللہ ﷺ کی اطاعت اس ذات کریم جل شانہ کی اطاعت نہیں ہیں۔"

سلطان محمود غزنوی نے اپنی بادشاہی کے دور میں خرقان کے قریب پڑاؤ ڈالا، اور اپنے چند نمائندے حضرت ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں بھیجے اور درخواست کی کہ شیخ سلطان کی ملاقات کے لئے تشریف لائیں، ساتھ ہی نمائندوں کو حکم دیا کہ اگر شیخ آنے کے لئے تیار نہ ہوں تو آیت کریمہ اطیعوا اللہ واطیعو الرسول واولی الامر منکم پڑھ کر سنائیں (جس کا معنی یہ ہے کہ اللہ کی اطاعت کرو، اور رسول مکرم کی اطاعت کرو اور اپنے اولوالامر (حکام) کی اطاعت کرو) نمائندوں نے حاضر ہو کر دعوت ملاقات دی اور جب دیکھا کہ شیخ تیار نہیں تو آیت کریمہ پڑھ کر سنائی۔ شیخ نے فرمایا:

"میں اطیعوا اللہ میں اتنا گرفتار ہوں کہ اطیعو الرسول سے شرمندہ ہوں، اولی الامر کی اطاعت کی باری تو بعد میں ہے۔"

یہ واقعہ نقل کرنے کے بعد امام ربانی فرماتے ہیں:

"حضرت شیخ نے یہ خیال کیا کہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت رسول گرامی کی اطاعت کے بغیر ہو سکتی ہے، یہ بات استقامت سے دور ہے، مستقیم الاحوال مشائخ اس قسم کی باتوں سے اجتناب کرتے ہیں، شریعت، طریقت کے تمام مراتب میں اللہ تعالیٰ کی اطاعت رسول اللہ کی اطاعت میں جانتے ہیں، رسول اللہ کی اطاعت کے

بغیر اللہ تعالیٰ کی اطاعت کو عین گمراہی قرار دیتے ہیں۔"۱۴؎

سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے خراسان کے شیخ ابو سعید ابوالخیر رحمہ اللہ تعالیٰ کا ایک واقعہ بیان کرتے ہیں کہ شیخ ایک مجلس میں تشریف فرما تھے' وہاں خراسان کے اکابر سادات میں سے ایک بزرگ سید بھی تشریف فرما تھے' اسی اثنا میں ایک مغلوب الاحوال مجذوب آ گئے' حضرت شیخ نے انہیں سید صاحب کے آگے جگہ دی' یہ بات سید صاحب کو ناگوار گزری' شیخ نے سید صاحب کو کہا کہ آپ کی محبت رسول اللہ ﷺ کی محبت کی بنا پر ہے اور اس مجذوب کی تعظیم اللہ تعالیٰ کی محبت کی بنا پر ہے۔
اس پر تبصرہ کرتے ہوئے امام ربانی فرماتے ہیں:

"اس تفریق کو مستقیم الاحوال اکابر جائز قرار نہیں دیتے' رسول اللہ کی محبت پر اللہ تعالیٰ کی محبت کے غلبے کو سکر کا نتیجہ قرار دیتے ہیں' اور اسے فضول بات قرار دیتے ہیں' ہاں اتنا ہے کہ مقام کمال یعنی مرتبہ ولایت میں اللہ تعالیٰ کی محبت غالب ہے اور مقام تکمیل میں جو مقام نبوت کا حصہ ہے رسول اللہ کی محبت غالب ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں رسول اللہ کی محبت پر ثابت قدمی عطا فرمائے جو بعینہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہے۔"۱۵؎

نبی اکرم ﷺ کی محبت کا پیمانہ اور معیار کیا ہے؟ ہم نے اپنی صوابدید کے مطابق مختلف معیار مقرر کر رکھے ہیں آیئے! دیکھیں امام ربانی کیا فرماتے ہیں؟

"سرور دو عالم ﷺ کی کامل محبت کی فرع کامل اتباع ہے۔

۱۴۔ احمد سرہندی' امام ربانی شیخ : مکتوبات فارسی دفتر اول مکتوب ۱۵۲
۱۵۔ ایضاً" : " دفتر اول مکتوب ۱۵۲

مصرع ان المحب لمن هواه مطیع (محب اپنے محبوب کا فرمانبردار ہوتا ہے)۔ نبی اکرم ﷺ کی کامل محبت کی علامت یہ ہے کہ آپ کے دشمنوں سے مکمل بغض رکھا جائے اور آپ کی شریعت کے دشمنوں سے دشمنی کا اظہار کیا جائے۔ محبت میں مداہنت کی گنجائش نہیں ہوتی۔ محب محبوب کا دیوانہ ہے۔ مخالفت کی تاب نہیں رکھتا اور محبوب کے مخالفوں سے کسی طرح صلح نہیں کرتا۔ دو متبائن محبتیں جمع نہیں ہوتیں۔ اجتماع ضدین کو محال کہتے ہیں۔ محبوب کی محبت کا لازمی تقاضا یہ ہے کہ اس کے دشمن سے دشمنی رکھی جائے۔"۱۶؎

یہ مکتوب اگرچہ اس دور کا ہے جب شریعت کی مخالفت اور لادینیت کی سرپرستی سرکاری سطح پر کی جا رہی تھی۔ تاہم ان ارشادات کا ایک ایک جملہ آج بھی مسلمانوں کیلئے مشعل راہ ہے۔
ایک مکتوب میں فرماتے ہیں:

"ہم نے کہا کہ محبت خاص پیدا ہو جاتی ہے جیسے کہ محض فضل سے اس فقیر کو حاصل ہوئی تھی۔ اس محبت کے رنگ میں یہ فقیر کہتا تھا کہ اللہ تعالیٰ سے میری محبت اس لئے ہے کہ وہ رب محمد ہے۔۱۷؎

۱۶۔ احمد سرہندی' امام ربانی شیخ : مکتوبات فارسی دفتر اول مکتوب ۱۶۱
۱۷۔ ایضاً" : مکتوبات فارسی دفتر اول مکتوب ۱۶۵

امت کے احوال سے آگاہی

راہ معرفت کے سلوک کا مبتدی کائنات سے منہ موڑ کر اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہو سکتا ہے، منتہی مخلوق سے رخ نہیں پھیر سکتا' اس کے مقام کے لئے لازم ہے کہ وہ مخلوق کی طرف متوجہ ہو' اس کے باوجود اللہ تعالیٰ کی طرف اس کی توجہ میں فرق نہیں آتا' اس نکتے کے بیان کے ساتھ ہی امام ربانی فرماتے ہیں:

"حدیث شریف تنام عینای ولدينام قلبی جو تحریر ہوئی ہے اس کا اشارہ دوام آگاہی (ہر وقت اللہ کریم کی طرف متوجہ ہونے کی طرف نہیں ہے' بلکہ یہ بیان کیا گیا ہے کہ آپ اپنے اور اپنی امت کے احوال سے غافل نہیں ہوتے' لہٰذا اسی لئے سرور دو عالم ﷺ کے حق میں نیند ناقض وضو نہیں ہے۔ چونکہ اللہ تعالیٰ کے نبی اپنی امت کی حفاظت کے سلسلے میں بکریوں کے رکھوالے کی طرح ہوتے ہیں اس لئے غفلت آپ کے منصب نبوت کے لائق نہیں ہوگی۔"[۱۸]

غیب اور متشابہات کا علم

امام ربانی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"قرآنی متشابہات تاویل پر محمول ہیں ان کا ظاہری معنی مراد نہیں ہے' اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وما یعلم تاویلہ الا اللہ یعنی متشابہ کی تاویل کو اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا' معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بھی متشابہ تاویل پر محمول ہے اور اس کا ظاہری معنی

۱۸۔ احمد سرہندی' امام ربانی شیخ : مکتوبات دفتر اول مکتوب ۹۹

مراد نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ علماء راسخین کو بھی اس تاویل کے علم میں حصہ عطا فرماتا ہے' جیسے کہ اپنی ذات کے ساتھ مخصوص علم غیب کی اطلاع خاص رسولوں کو عطا فرماتا ہے۔"[۱۹]

ایک دوسری جگہ ارشاد فرماتے ہیں:

"اللہ تعالیٰ نے کتاب مجید کی دو قسمیں بنائی ہیں۔

(۱) محکمات (۲) متشابہات

پہلی قسم شرائع اور احکام کا منشا ہے' اور دوسری قسم حقائق اور اسرار کے علم کا خزانہ ہے' وجہ' قدم' ساق' اصابع اور انامل جو قرآن و حدیث میں آئے ہیں سب متشابہات ہیں۔ اسی طرح حروف مقطعات جو قرآنی سورتوں کی ابتدا میں وارد ہوتے ہیں وہ بھی متشابہات میں سے ہیں' ان کی تاویل کی اطلاع علماء راسخین کے علاوہ کسی کو نہیں دی۔"[۲۰]

قرآن پاک میں یہ تو آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا زمین و آسمان کا کوئی بھی رہنے والا غیب نہیں جانتا' یہ بھی آیا ہے کہ متشابہ کی تاویل اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا' لیکن قرآن پاک میں یہ کہیں نہیں آیا کہ اللہ تعالیٰ غیب کا علم کسی کو بھی عطا نہیں فرماتا یا دے نہیں سکتا' اس کے برعکس یہ ضرور فرمایا ہے: الا من ارتضی من رسول ہاں مگر اپنے پسندیدہ رسولوں کو عطا فرماتا ہے' اسی طرح یہ کہیں نہیں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ متشابہات کا علم کسی کو عطا نہیں فرماتا۔

امام ربانی رحمہ اللہ تعالیٰ کے مکتوبات کے مذکورہ اقتباسات سے دو مسئلے واضح

۱۹۔ ایضاً : مکتوبات دفتر اول مکتوب ۳۱۰

۲۰۔ ایضاً : مکتوبات دفتر اول مکتوب ۲۷۶

طور پر معلوم ہو جاتے ہیں۔

۱۔ وہ علم غیب جو اللہ تعالیٰ کی ذات سے خاص ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کی اطلاع اپنے خاص رسولوں کو عطا فرماتا ہے۔

۲۔ اللہ تعالیٰ متشابہات کا علم راسخین فی العلم کو عطا فرماتا ہے۔

بے مثل نورانی بشریت

امام ربانی فرماتے ہیں :

"جاننا چاہئے کہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی تخلیق باقی انسانوں کی طرح نہیں ہے' بلکہ کائنات کے کسی فرد کی تخلیق کے ساتھ مناسبت نہیں رکھتی' کیونکہ آپ باوجود عنصری جسم کے اللہ تعالیٰ کے نور سے پیدا کئے گئے ہیں' جیسے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا : میں اللہ تعالیٰ کے نور سے پیدا کیا گیا ہوں' دوسروں کو یہ دولت میسر نہیں ہے"۔[۲۱]

بے سایہ و جانِ عالم

حضرت امام ربانی قدس سرہ فرماتے ہیں :

"جس قدر دقیق نظر سے صحیفہ ممکنات کا مطالعہ کیا جاتا ہے سرور دو عالم ﷺ کا وجود وہاں دکھائی نہیں دیتا' بلکہ آپ کا منشأ خلقت اور امکان صفات اضافیہ کا وجود اور امکان محسوس ہوتا ہے اور جب اس سرور عالم علیہ وعلی آلہ الصلوٰۃ والسلام کا وجود عالم

۲۱۔ احمد سرہندی' امام ربانی شیخ : مکتوبات دفتر سوم مکتوب ۱۰۰

ممکنات میں نہیں ہے بلکہ اس عالم سے اوپر ہے اس لئے لازمی طور پر آپ کا سایہ نہ تھا' نیز عالم شہادت میں کسی بھی شخص کا سایہ اس شخص سے زیادہ لطیف ہوتا ہے' جب آپ سے زیادہ لطیف پورے جہان میں کوئی نہیں ہے تو آپ کا سایہ کس طرح ہو سکتا ہے۔ علیہ وعلی آلہ الصلوات والتسلیمات"۔[۲۲]

حاضر و ناظر

اولیاء کاملین کی روحیں مختلف مقامات پر متشکل ہو کر مختلف لوگوں سے ملاقات کرتی ہیں' ان کی دعا و برکت سے اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی مشکلات آسان فرما دیتا ہے' جب یہ اولیاء کاملین کا حال ہے تو حضور سید عالم ﷺ کا کیا مقام ہوگا۔ حضرت امام ربانی اس موضوع پر گفتگو کرتے ہوئے فرماتے ہیں :

"اللہ تعالیٰ کی عطا سے جنات کو یہ قدرت حاصل ہوتی ہے کہ وہ مختلف شکلوں میں جلوہ گر ہوتے ہیں اور اس نے عجیب وغریب افعال ظاہر ہوتے ہیں اگر اولیاء کاملین کی روحوں کو یہ قدرت عطا فرمادیں تو کون سی تعجب کی بات ؟ اور دوسرے بدن کی کیا حاجت ہے ؟

اسی قسم کا وہ واقعہ ہے جو بعض اولیاء کرام سے منقول ہے کہ وہ ایک آن میں متعدد جگہوں میں حاضر ہوتے ہیں اور ان سے مختلف جسموں اور شکلوں میں ظاہر ہوتے ہیں۔۔۔۔

اسی طرح مختلف حاجتوں والے لوگ اپنے زندہ یا فوت

۲۲۔ احمد سرہندی' امام ربانی شیخ : مکتوبات دفتر سوم مکتوب ۱۰۰

شدہ عزیزوں سے خوف اور ہلاکت کی جگہوں میں مدد طلب کرتے ہیں اور دیکھتے ہیں کہ ان عزیزوں کی صورتیں حاضر ہو کر ان کی مصیبتوں کو دور کرتی ہیں۔ ان عزیزوں کو کبھی اس مصیبت کے دور کرنے کی اطلاع ہوتی ہے اور کبھی اطلاع نہیں ہوتی۔

ازما و شمابهانه بر ساخته۔ ہمارا اور تمہارا تو بہانہ بنایا ہوا ہے ☆

یہ بھی ان عزیزوں کے لطائف متشکل ہو کر سامنے آجاتے ہیں' یہ تشکل کبھی عالم شہادت میں ہوتا ہے کبھی عالم مثال میں' چنانچہ ایک رات میں ہزار افراد خواب میں سرور دو عالم ﷺ کی مختلف صورتوں میں زیارت کرتے ہیں اور مختلف امور کا استفادہ کرتے ہیں' یہ سب نبی اکرم ﷺ کی صفات اور لطائف کا مثالی صورتوں سے تشکل ہوتا ہے" ۲۳ے

میلاد شریف

اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی کا واحد ذریعہ یہ ہے کہ سرکار دو عالم ﷺ کی پیروی کی جائے' اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

"اے حبیب! فرما دیجئے اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میری پیروی کرو اللہ تمہیں اپنا محبوب بنالے گا اور تمہارے گناہ بخش دے گا۔ ۲۴ے

☆ اصل میں امداد اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہی ہوتی ہے۔ شرف قادری

۲۳۔ احمد سرہندی' امام ربانی شیخ: مکتوبات فارسی' دفتر دوم مکتوب ۵۸

۲۴۔ قرآن کریم: ۳۱/۳

اب دیکھنا یہ ہے کہ کیا فقط اتباع کافی ہے؟ اگر ایسا ہوتا تو منافقین بھی اللہ تعالیٰ کے محبوب ہوتے' ماننا پڑے گا کہ وہی اتباع مقبول ہے جس کے ساتھ دل و جان سے سرکار دو عالم ﷺ کی محبت بھی شامل ہو' حدیث شریف میں ہے جس کے ساتھ محبت ہو انسان اس کا بکثرت ذکر کرتا ہے' معلوم ہوا کہ ہر مومن کیلئے اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب مکرم ﷺ کا ذکر قرار دل و جان ہے' محفل میلاد میں بھی حضور سید عالم ﷺ کی ولادت باسعادت اور فضائل و کمالات کا تذکرہ ہوتا ہے' کون سا مسلمان ہوگا جو اس کا انکار کرے گا اور اس سے منع کرے گا؟

حضرت امام ربانی' خواجہ حسام الدین احمد کے نام مکتوب میں تحریر فرماتے ہیں:

"آپ نے مولود خوانی کا تذکرہ کیا ہے' اچھی آواز کے ساتھ قرآن پاک کے پڑھنے' نعت اور منقبت کے قصائد کے پڑھنے میں کیا مضائقہ ہے؟ ممنوع یہ ہے کہ قرآن پاک کے حروف کو بگاڑ دیا جائے' موسیقی کے قواعد کی رعایت کی جائے' خوش آوازی کے طور پر راگ کی شکل دی جائے اور راگ کی مناسبت سے تالیاں بجائی جائیں' کیونکہ یہ طریقہ تو شعر میں بھی جائز نہیں☆ اگر اس طرح تلاوت کی جائے کہ قرآن پاک کے کلمات میں تبدیلی نہ ہو اور قصائد پڑھنے میں راگ کے قواعد کی رعایت نہ پائی جائے اور اسے صحیح غرض کے پیش نظر جائز قرار دیں تو اس میں کوئی رکاوٹ نہیں ہے" ۲۵ے

☆ چہ جائیکہ قرآن پاک میں یہ طریقہ اپنایا جائے۔ شرف قادری

۲۵۔ احمد سرہندی' امام ربانی شیخ: مکتوبات دفتر سوم مکتوب ۷۲ ص ۱۹۵۔۱۹۴

مکتوبات شریف کا شیخ محمد مراد مکی نے عربی میں ترجمہ کیا ہے' مولانا نور احمد امرتسری نے ان کا ایک نوٹ اس جگہ حاشیہ میں نقل کیا ہے' وہ فرماتے ہیں :

"اس سے پہلے متعدد مکتوبات میں میلاد شریف کے پڑھنے سے مطلقاً منع کیا گیا ہے' حضرت امام ربانی قدس سرہ کا مطلب وہی ہے جو انہوں نے اس جگہ بیان فرمایا ہے' دیگر مقامات پر جو مطلقاً منع فرمایا ہے تو اس کی وجہ وہی ہے جو اس جگہ بیان کی گئی" ۲۶ے

امام ربانی شیخ سید فرید رحمہ اللہ تعالیٰ کے نام اپنے مکتوب میں فرماتے ہیں :

"چند جملے آپ کے جد امجد افضل العرب علیه وعلی آله من الصلوات اکملها ومن التحیات اکملها کے بارے میں احادیث کے حوالے سے عربی زبان میں لکھتا ہوں' میں اس سعادت نامے کو نجات اخروی کا وسیلہ بنانا چاہتا ہوں' نہ کہ نبی اکرم ﷺ کی مدح وثنا کا اظہار ۔ شعر :

ما ان مدحت محمدا بمقالتی
لکن مدحت مقالتی بمحمد

میں نے اپنی گفتگو سے حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ کی مدح نہیں کی بلکہ آپ کے ذکر ونور سے اپنی گفتگو کو چار چاند لگائے ہیں" ۲۷ے

توسل

کسی مشکل کے حل کے لئے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اعمال صالحہ کا وسیلہ پیش

۲۶۔ نور احمد امرتسری' مولانا : دفتر سوم مکتوب نمبر ۲۷ ص ۱۶۴
۲۷۔ احمد سرہندی' امام ربانی شیخ : مکتوبات دفتر اول مکتوب نمبر ۴۴ ص ۱۲

کیا جا سکتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے محبوبوں کو بھی وسیلہ بنا سکتے ہیں' امام ربانی فرماتے ہیں :

"ایک دن یہ خوف غالب آ گیا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ ان کشفوں پر گرفت فرمائیں اور ان توہمات کے بارے میں باز پرس کریں' یہ حالت ایک مدت تک رہی' اتفاقاً ایک عزیز (اللہ تعالیٰ کے ولی) کے مزار پر گزر ہوا' اس معاملے میں اس ولی کو اپنا مدد اور معاون بنایا' اسی اثنا میں اللہ تعالیٰ کی عنایت شامل حال ہوئی اور معاملے کی حقیقت پوری طرح واضح فرما دی' تمام جہانوں کی رحمت حضرت خاتم المرسلین علیه وعلی آله الصلوٰة والسلام کی روحانیت اس وقت جلوہ گر ہوئی اور غمگین دل کو تسلی عطا فرمائی۔" ۲۸ے

امام ربانی اپنے اکثر وبیشتر مکتوبات میں حضور سید عالم ﷺ کے وسیلے سے دعا مانگتے ہیں' ایک مکتوب کے آخر میں یوں رقمطراز ہیں :

"اللہ تعالیٰ ہمیں اور آپ کو ان اکابر (اولیاء) کے محبّین میں سے بنائے' بطفیل نبی قریشی علیه وعلی آله من الصلوات افضلها ومن التحیات اکملها۔" ۲۹ے

ایصال ثواب

دنیا سے رحلت فرمانے والے مومنین کے لئے دعائے مغفرت اور صدقہ وخیرات کے ذریعے ایصال ثواب قرآن وحدیث سے ثابت ہے' امام ربانی' مرزا علی جان

۲۸۔ احمد سرہندی' امام ربانی شیخ : مکتوبات فارسی دفتر اول مکتوب ۲۲۰ ص ۱۴۹
۲۹۔ ایضاً" دفتر اول مکتوب نمبر ۶۶ ص ۵۵

کے نام تعزیتی مکتوب میں تحریر فرماتے ہیں :

"تم پر لازم ہے کہ احسان کا بدلہ احسان سے دو اور وقتاً فوقتاً دعا اور صدقہ کے ساتھ ان کی مدد کرو' کیونکہ میت ڈوبنے والے کی طرح منتظر ہوتا ہے کہ اسے ماں' باپ' بھائی یا دوست کی طرف سے دعا پہنچے۔ نیز ان کی موت سے اپنی موت کی عبرت پکڑنی چاہئے اور اپنے آپ کو مکمل طور اللہ تعالیٰ کی رضا کے سپرد کر دینا چاہئے اور دنیا کی زندگی کو صرف دھوکے کا سامان شمار کرنا چاہئے "[۳۰]

محبت اہل بیت کرام

اہل سنت کے بارے میں یہ گمان کیسے کر لیا جائے کہ وہ اہل بیت سے محبت نہیں رکھتے' یہ محبت ان بزرگوں کے نزدیک جزو ایمان ہے' اور خاتمے کی سلامتی اس محبت کے مستحکم ہونے سے وابستہ قرار دیتے ہیں :

"اس فقیر کے والد ماجد جو علم ظاہری اور باطنی کے عالم تھے اکثر اوقات اہل بیت کی محبت کی ترغیب دیتے تھے اور فرماتے تھے کہ اس محبت کا خاتمے کی سلامتی میں بڑا دخل ہے' اس کا اچھی طرح لحاظ رکھنا چاہئے' ان کی مرض وفات کے وقت یہ فقیر حاضر تھا' جب ان کا معاملہ آخر کو پہنچ گیا اور اس جہان کی طرف توجہ کم رہ گئی' فقیر نے انہیں ان کی بات یاد دلائی اور اس محبت کے بارے میں پوچھا تو انھوں نے اس بے خودی کے عالم میں فرمایا :

۳۰۔ ایضاً : مکتوب نمبر ۸۹ ص ۹۲

"میں اہل بیت کی محبت میں غرق ہوں۔"

---اس وقت میں نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا' اہل بیت کی محبت اہل سنت کا سرمایہ ہے۔"[۳۱]

فضائل صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم

امام ربانی فرماتے ہیں کہ صریح کشف والہام کے ذریعے یہ بات درجہ یقین کو پہنچ چکی ہے کہ راہ نجات صرف اور صرف اہل سنت و جماعت کے عقائد کا اختیار کرنا ہے۔ اس کے بعد فرماتے ہیں :

"خوشخبری ہے اس شخص کے لئے جسے ان حضرات کی پیروی اور ان کی تقلید کا شرف عطا کیا گیا اور اس شخص کے لئے ہلاکت ہے جس نے ان کی مخالفت کی' ان سے جدا ہوا' ان کے اصول کو چھوڑا اور ان کے گروہ سے نکل گیا' ایسے لوگ خود گمراہ ہوئے اور دوسروں کی گمراہی کا باعث بنے' ایسے لوگوں نے (قیامت کے دن) اللہ تعالیٰ کے دیدار کا انکار کیا (حضور سید عالم ﷺ کی) شفاعت کا انکار کیا' ان پر (نبی اکرم ﷺ کی) صحبت اور صحابہ کی فضیلت مخفی ہوئی' اہل بیت رسول کی محبت اور اولاد بتول کی مودت سے محروم ہوئے اور خیر کثیر سے روک دیئے گئے جو اہل سنت کے حصے میں آئی' صحابہ کرام کا اس امر پر اجماع ہے کہ ان سب سے افضل حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں' امام شافعی جو صحابہ کرام کے احوال کے بہت بڑے عالم ہیں فرماتے

۳۱۔ احمد سرہندی' امام ربانی شیخ : مکتوبات فارسی دفتر مکتوب نمبر ۳۶ ص ۸۶

ہیں کہ صحابہ کرام رسول اللہ ﷺ کے بعد مجبور ہو گئے' انہیں آسمان کی چھت کے نیچے حضرت ابو بکر صدیق سے افضل کوئی نہ ملا تو انہیں اپنی گردنوں کا والی بنا دیا' یہ امام شافعی کی تصریح ہے کہ تمام صحابہ کرام حضرت ابو بکر صدیق کے افضل ہونے پر متفق تھے' لہٰذا دور اول میں آپ کی افضیلت پر اجماع ہوا اور یہ ایسا اجماع قطعی ہے کہ جس کا انکار نہیں کیا جا سکتا۔ رسول اللہ کے اہل بیت کی مثال حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی کی ہے جو اس پر سوار ہوا نجات پا گیا اور جو پیچھے رہ گیا ہلاک ہو گیا۔" [۳۲]

ایک دوسرے مکتوب میں فرماتے ہیں:

"قرآن پاک اور شریعت کی تبلیغ صحابہ کرام نے کی ہے اگر ان پر طعن کیا جائے تو قرآن کریم اور شریعت پر بھی طعن لازم آئے گا۔ قرآن پاک حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جمع کیا ہے' اگر عثمان غنی پر طعن کیا جائے تو قرآن پاک پر بھی طعن لازم آئے گا' اللہ تعالیٰ ہمیں زندیقوں کے عقیدے سے محفوظ رکھے۔" [۳۳]

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں فرماتے ہیں:

"حضرت عبداللہ ابن مبارک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا گیا کہ حضرت امیر معاویہ افضل ہیں یا حضرت عمر بن عبدالعزیز؟ انہوں نے فرمایا:

۳۲۔ احمد سرہندی 'امام ربانی شیخ: مکتوبات دفتر اول مکتوب ۵ ص ۳۹
۳۳۔ ایضاً: " " " ۵۴ ص ۳۲

رسول اللہ ﷺ کی معیت میں حضرت امیر معاویہ کے گھوڑے کی ناک میں داخل ہونے والا غبار بھی عمر بن عبدالعزیز سے کئی درجے افضل ہے" [۳۴]

اولیاء کرام سے محبت

جسے اللہ تعالیٰ سے محبت ہو وہ یقیناً اللہ والوں سے بھی محبت کرے گا' امام ربانی فرماتے ہیں:

"اس گروہ کی محبت جو معرفت پر مبنی ہے' اللہ تعالیٰ کی عظیم نعمتوں میں سے ہے' خوش قسمت ہے وہ جسے یہ نعمت عطا فرماتے ہیں۔ شیخ الاسلام ہروی فرماتے ہیں۔

"اے اللہ! تو نے اپنے دوستوں کو کیا مقام عطا فرمایا ہے' جس نے انہیں پہچانا اس نے تجھے پا لیا اور جب تک تجھے نہ پایا انہیں نہ پہچانا۔ اس جماعت کی دشمنی زہر قاتل ہے اور ان پر طعن کرنا ابدی محرومیت کا سبب ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اور تمہیں اس آزمائش سے محفوظ رکھے۔"

شیخ الاسلام فرماتے ہیں:

"الٰہی! تو جسے ردّ فرمانا چاہتا ہے اسے ہمارے ساتھ الجھا دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اور اس کی بارگاہ کے مقربین کی عنایات کے بغیر اگر فرشتہ بھی ہو تو اس کا نامۂ اعمال سیاہ ہے" [۳۵]

۳۴۔ ایضاً: مکتوبات دفتر اول مکتوب ۵۸ ص ۳۷
۳۵۔ احمد سرہندی 'امام ربانی شیخ: " " " ۱۰۶ ص ۱۲۰

امام اعظم ابو حنیفہ قدس سرہ

امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ تابعی ہیں اور دنیائے اسلام کے مسلّم مجتہد ہیں، آپ نے زمانۂ خیر القرون میں اجتہاد کیا اور علم فقہ مرتب کیا' امام ربانی فرماتے ہیں :

> "فقہ کے بانی امام ابو حنیفہ ہیں' فقہ کے چار حصوں میں سے تین حصے ان کے سپرد ہیں' فقہ کے باقی چوتھائی حصہ میں دوسرے حضرات آپ کے ساتھ شریک ہیں' امام اعظم صاحب خانہ ہیں اور دوسرے آپ کے بال بچے ہیں۔"

عوام تو رہے عوام' اصحاب کشف اکابر اولیاء کرام ائمہ مجتہدین کی تقلید سے مستغنی نہیں ہیں' امام ربانی فرماتے ہیں :

> "اصحاب ولایت خاصہ اور عام مومنین مجتہدین کی تقلید میں برابر ہیں۔ اولیاء کرام کا کشف والہام انہیں الٰہی فضیلت نہیں دیتا کہ وہ تقلید کی پابندی سے آزاد ہو جائیں' حضرت ذوالنون مصری' بایزید بسطامی' جنید بغدادی' شیخ شبلی عام مومنوں مثلاً "زید' عمرو' بکر اور خالد کے احکام اجتہادیہ میں مجتہدین کی تقلید میں برابر ہیں۔ ہاں ان بزرگوں کو دیگر امور میں فضیلت ہے" ۳۶۔

اسی مکتوب میں فرماتے ہیں :

> "بغیر کسی تکلف اور تعصب کے کہا جاتا ہے کہ کشف کی نگاہ میں مذہب حنفی کی نورانیت عظیم دریا کی صورت میں نظر آتی ہے اور

۳۶۔ احمد سر ہندی' امام ربانی شیخ : مکتوبات فارسی دفتر دوم مکتوب ۵۵ ص ۱۷

> باقی مذاہب حوضوں اور چھوٹی نہروں کی صورت میں دکھائی دیتے ہیں" ۳۷۔

ارادہ یہ تھا کہ امام ربانی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے سیدنا غوث اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ کے بارے میں جس عقیدت ومحبت کا اظہار کیا ہے اس کا بھی تذکرہ کرتا' نیز عرس' ایصال ثواب' مزارات پر چادر چڑھانے کے بارے میں بھی مکتوبات کے اقتباسات پیش کرتا' لیکن وقت کی قلت کے پیش نظر اسی پر اکتفاء کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے حبیب پاک ﷺ صحابۂ کرام' اہل بیت عظام رضی اللہ تعالیٰ عنہم بزرگان دین اور امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی قدس العزیز کے فیوض وبرکات سے فیض یاب فرمائے اور مسلک اہل سنت پر ثابت قدمی عطا فرمائے۔ اللھم ربنا آمین!

۳۷۔ احمد سر ہندی' امام ربانی شیخ : مکتوبات (فارسی) دفتر مکتوب ۵۵ ص ۱۵

سرہند شریف کا سفر

اس سال اگست (۱۹۹۲ء) راقم نے ایک وفد کے ہمراہ اپریل میں افغانستان کا دورہ کیا' پروگرام تو کابل جانے کا تھا لیکن حالات ناسازگار ہونے کی بناء پر جلال آباد سے واپس آنا پڑا' فتح کابل کے دوسرے دن افغانستان جانے والا علماء پاکستان کا یہ پہلا وفد تھا' اسے حسن اتفاق ہی کہئے اسی سال اگست کے مہینے میں امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہ العزیز کے مزار مبارک پر عرس کے موقع پر ایک قافلے کی ہمراہی میں حاضری کی سعادت بھی میسر آئی۔

دہلی میں شیخ عبدالحق محدث دہلوی سیمینار منعقد کرنے کا پروگرام تھا' لکھنو میں انٹر نیشنل امام احمد رضا کانفرنس منعقد ہو رہی تھی دونوں جگہوں سے راقم کو مقالہ پڑھنے کی دعوت دی گئی تھی' موخر الذکر پروگرام کے لئے ماہنامہ "حجاز جدید" دہلی کے مدیر مولانا یاسین اختر اعظمی کا تاکیدی دعوت نامہ مل چکا تھا' انڈین ایمبیسی سے ویزا حاصل کرنے کی کوشش کی گئی لیکن ویزا نہ مل سکا' یہ بھی سننے میں آیا کہ علماء کو انڈیا کا ویزا نہیں دیا جا رہا' ویزا حاصل کرنے والوں کے ساتھ ایمبیسی کے عملے کا رویہ کسی طرح بھی اخلاقی معیار پر پورا نہیں اترتا۔

سرہند شریف عرس کے موقع پر جانے والے زائرین سے وزارت مذہبی امور نے درخواستیں طلب کیں تو راقم نے بھی درخواست بھجوا دی ۲۵/اگست کو قافلہ نے روانہ ہونا تھا' درخواست بھجوانے کے بعد پاسپورٹ دیکھا تو وہ ۷ جولائی کو ختم ہو رہا تھا' نیا پاسپورٹ بنانے کی کوشش کی تو پتا چلا کہ جس کے پاس ۱۹۷۵ء یا اس سے پہلے کا پاسپورٹ نہیں ہے اس کی پولیس انکوائری ہو گی ناچار اس صورت حال کو بھی برداشت

کرنا پڑا' دوڑ دھوپ کے بعد نیا پاسپورٹ مل گیا' ٹاؤن ہال سے ٹیکہ لگوا کر ہیلتھ سرٹیفکیٹ حاصل کیا' اس طرح تیاری مکمل ہو گئی اور ۲۵/اگست ۱۹۹۲ء کو حضرت داتا گنج بخش قدس سرہ العزیز کے مزار پر زائرین کی دستار بندی کرائی گئی اور عین آخری وقت پر بتایا گیا کہ آٹھ دس افراد کو ویزا نہیں مل سکا ان میں متعدد علماء شامل تھے۔ کیا ہی اچھا ہوتا اگر انہیں پیشگی اطلاع دے دی جاتی تو انہیں لاہور آنے کے لئے سفر کی زحمت نہ اٹھانا پڑتی اور عین موقع پر شدید مایوسی کا سامنا نہ کرنا پڑتا۔ ۲۵ اگست کو بسوں پر سوار ہو کر واہگہ پہنچے' پاکستانی چیک پوسٹ پر کسٹم چیکنگ کے بعد سرحد پار کرنے کے لئے تیار ہی تھے کہ نوری کتب خانہ' لاہور کے مالک جناب پیر محمد حسن شاہ نوری نے بلا کر کھانا کھلایا' انہوں نے کھانے کا وسیع پیمانے پر انتظام کیا ہوا تھا' اسے میں نے امام ربانی کی برکت اور سادات کرام کی مسافر نوازی سمجھتے ہوئے بلا تکلف قبول کر لیا' ناتجربہ کاری کی بنا پر مجھے تو دوپہر کے کھانے کے انتظام کا خیال ہی نہ رہا تھا۔

سرحد پار کرتے وقت عجیب خوشی کا احساس ہو رہا تھا کیونکہ میرے لئے یہ زندگی کا پہلا موقع تھا' سرحد پار کرنے کے بعد چند انڈین قلی ایک قطار میں کھڑے دکھائی دیئے جو سر تا پا غربت و افلاس کا مجسمہ تھے اور پیٹ کا دوزخ بھرنے کے لئے محنت اور مزدوری کرنے پر مجبور تھے' اٹاری چیک پوسٹ پر پھر کسٹم چیکنگ ہوئی' چیک کرنے والے سکھ کلرکوں نے ویزہ فارم اپنے پاس رکھ لئے اور پاسپورٹ مہر لگا کر ہمارے حوالے کر دیئے۔

اٹاری سے انڈیا کی بسوں پر سوار ہو کر امرتسر ریلوے اسٹیشن پہنچے' تین بوگیاں زائرین کیلئے ریزرو تھیں' ۱۹۳ زائرین کے لئے سوا دو سو سیٹیں ریزرو تھیں' اس کے باوجود بدنظمی اور بے حسی کا یہ عالم تھا کہ کہیں بھی سیٹ نہیں مل رہی تھی' کئی جگہوں پر سیٹ خالی ہونے کے باوجود پہلے سے براجمان حضرات بیٹھنے نہیں دے رہے

تھے' بزرگان دین کے مزارات پر حاضری دینے کے لئے جانے والوں میں بزرگوں کی وسعت قلبی کا کچھ تو عکس ہونا چاہئے' آخر ایک ڈپٹی لیڈر کی مہربانی سے سیٹ میسر آسکی۔

سوء اتفاق گاڑی پسنجر تھی۔ تقریباً" سات بجے شام خراماں خراماں سوئے منزل روانہ ہوئی' جگہ جگہ ٹھہرتی' اور ٹھہرنے کے بعد چلنے کا نام نہ لیتی' اس مستزاد یہ آفت کہ شدید حبس نے پریشان کر رکھا تھا' چلتی ہوئی گاڑی میں بھی ہوا کا احساس نہیں ہوتا تھا اور جب گاڑی ٹھہر جاتی تو زائرین تڑپ کر رہ جاتے' صبح کے پانچ بجے کا وقت ہو گا جب گاڑی سرہند شریف کے اسٹیشن پر پہنچی تو زائرین نے سکھ کا سانس لیا' راستے میں تقریباً" نو بجے کا وقت ہو گا جب اچانک بھوک جاگ اٹھی' سوچا کہ اس وقت تو کھانے کے لئے کچھ نہیں ملے گا لہذا صبر اور شکر سے کام لینا چاہئے' ابھی یہ سوچ ہی رہا تھا کہ سامنے بیٹھے ہوئے ڈاکٹر محمد علی شوق' طارق ہومیو کلینک' لاہور نے دستر خوان کھول کر بچھا دیا اور پراٹھے کھانے کی دعوت دی' بے اختیار اللہ تعالیٰ اس عنایت کا شکریہ ادا کیا اور ان کے ساتھ کھانے میں شریک ہو گیا۔ حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا شکر ادا نہیں کیا جاسکتا۔

سرہند شریف کے اسٹیشن پر حکومت پنجاب (انڈیا) نے استقبالیہ دعوت کا انتظام کیا ہوا تھا' سیب' کیلے' پکوڑے اور برفی کے علاوہ چائے کا وسیع انتظام تھا' کچھ زائرین نے نہ صرف ان چیزوں سے کام و دہن کی تواضع کی بلکہ اپنے تھیلوں میں بھی سیب رکھ لئے' یہ رویہ زائرین کے شایان شان معلوم نہ ہوا۔ ایک میزبان نے استقبالیہ تقریر کرتے ہوئے کہا کہ سرہند شریف مسلمانوں کا دوسرا مکہ ہے جہاں مسلمان دور دراز سے زیارت کے لئے آتے ہیں' اس پر مولانا خالد حسین مجددی (گوجرانوالہ) نے اٹھ کر کہا کہ بیشک سرہند شریف ہمارے لئے ایک مقدس مقام ہے' لیکن مکہ مکرمہ دنیا

میں صرف ایک ہے جہاں اللہ تعالیٰ کا پاک گھر ہے۔

ریلوے سٹیشن سے ایک دفعہ پھر بسوں میں سوار ہوئے اور دس بارہ کلو میٹر کا فاصلہ طے کر کے درگاہ شریف پہنچے' سب سے پہلے سڑک کے کنارے لوہاری دروازے جیسا بڑا گیٹ ہے اس گیٹ کے اوپر دو کمرے ہیں' انہیں میں سے ایک کمرے میں قیام کیا' اس کمرے میں نوری کتب خانہ' لاہور کے پیر محمد حسن شاہ نوری' چورہ شریف کے پیر سید غلام جیلانی' مولانا خالد حسن مجددی' نازش خطابت ابوالکلام صاحبزادہ سید فیض الحسن شاہ آلو مہاروی رحمہ اللہ تعالیٰ کے صاحبزادے اور پارٹی لیڈر سید افتخار الحسن شاہ اور چند دیگر حضرات قیام پذیر تھے۔

غسل کر کے کپڑے تبدیل کئے اور پیر محمد حسن شاہ نوری کے ساتھ مزار شریف پر حاضری کے لئے روانہ ہوا' مزار شریف اس جگہ سے تقریباً" ایک فرلانگ کے فاصلے پر ہے' راستے میں راقم کے قدیم دوست اور ہندوستان کے مایۂ ناز فاضل مولانا محمد احمد مصباحی مدرس جامعہ اشرفیہ' مبارکپور مل گئے جو مجھے ہی تلاش کر رہے تھے' میں انہیں سرہند شریف حاضری کی اطلاع دے چکا تھا' چنانچہ وہ بریلی شریف امام احمد رضا خاں بریلوی قدس سرہ العزیز کے عرس میں شرکت کر کے سرہند شریف تشریف لائے' ان کے ساتھ مزار شریف امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہ العزیز پر حاضری دی۔ ۲۶/اگست کا دن ہم نے ایک ساتھ گزارا اور پر لطف گفتگو رہی' چونکہ جامعہ اشرفیہ' مبارکپور کے طلباء کے امتحانات ہونے والے تھے اور ان کا انتظام مولانا محمد احمد مصباحی کے ذمہ تھا اس لئے وہ نماز مغرب کے بعد رخصت ہو گئے' ہندوستان میں جامعہ اشرفیہ مبارکپور' اہل سنت و جماعت کا قابل صد فخر ادارہ ہے جس میں تقریباً" ایک ہزار طلبہ تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔

۲۷/اگست بروز جمعرات صبح آٹھ بجے امام ربانی کے والد ماجد حضرت خواجہ

عبدالواحد رحمہ اللہ تعالیٰ کے مزار پر حاضری دینے کے لئے گئے' جو تقریباً" دو میل کے فاصلے پر ہے' مزار کے ارد گرد چار دیواری کا وسیع احاطہ ہے' پورا احاطہ کھچا کھچ بھرا ہوا تھا' زائرین سرکار دو عالم ﷺ کی بارگاہ میں ہدیۂ سلام پیش کر رہے تھے' سوز و گداز کا عجیب عالم تھا' احمد آباد سے تشریف لائے ہوئے عالم دین مولانا عبدالرحمن نے رقت بھرے لہجے میں طویل دعا مانگی' ایک صاحب کے کہنے پر انہوں نے بابری مسجد کے تحفظ کے لئے دعا کی' ایک دوسرے صاحب نے کہا کشمیر کے لئے دعا کیجئے' انہوں نے کشمیری مسلمانوں کے لئے بھی دعا کی۔

واپس آنے کے بعد چورہ شریف کے پیر سید غلام جیلانی نے نعت خوان سے فرمائش کی کہ آپ نے جو سلام پڑھا ہے' لکھوا دیں' آپ بھی پڑھیں اور روحانی بالیدگی حاصل کریں۔

خیر البشر پہ لاکھوں سلام
لاکھوں درود اور لاکھوں سلام

جن و ملائک تیرے غلام
سب سے سوا ہے تیرا مقام
یٰسین وطٰہٰ تیرے ہی مقام
خیر البشر پہ لاکھوں سلام

جود و سخا کا پرچم تو ہی
زخم جہاں کا مرہم تو ہی
مشکل کشائی تیرا ہی کام
خیر البشر پہ لاکھوں سلام

سب کو میسر ہو یہ ہی مقام
پہنچیں مدینے بن کر غلام
پڑھتے درود اور پڑھتے سلام
خیر البشر پہ لاکھوں سلام

اے جانِ جاناں' جانِ جہاں
شاہوں کے تم ہو شاہِ شہاں
نازاں کہ ہم ہیں تیرے غلام
خیر البشر پہ لاکھوں سلام

تیری ضیاء سے شمس و قمر
تیرا تصور ہے نورِ بشر
درخشاں درخشاں ہر صبح و شام
خیر البشر پہ لاکھوں سلام

تیری ثنا ہے' میرا نصیب
قرباں ہو تجھ پر جانِ ادیب
تجھ پر تصدق عالم تمام
خیر البشر پہ لاکھوں سلام

۲۷/ اگست بروز جمعرات حکومت پنجاب کی طرف سے ظہر کے بعد باغ خاص و عام میں زائرین کو استقبالیہ دیا گیا' یہ باغ مغلیہ دور کی یادگار ہے اور شالامار باغ سے چھوٹا ہے' پنجاب کے وزیر مال من موہن سنگھ گھنگ نے خطاب کرتے ہوئے زائرین کو خوش آمدید کہا اور پاک ہند دوستی پر زور دیا' اس کے جواب میں پارٹی لیڈر صاحبزادہ

سید افتخار الحسن شاہ نے بھی خیر سگالی کے کلمات کہے' دوران خطاب یہ بھی کہا کہ مسئلہ کشمیر حل ہو جائے تو دونوں ملکوں میں پرامن اور دوستانہ تعلقات قائم ہو سکتے ہیں' مسئلہ کشمیر کے ذکر پر وزیر مال کا رنگ فق ہو گیا' غالباً" اسے توقع نہیں تھی کہ سید صاحب مسئلہ کشمیر کا ذکر بھی چھیڑ دیں گے' اجلاس کے بعد چائے اور پھلوں سے تواضع کی گئی۔

اسی دن نماز عصر کے بعد راقم کے ایک دوسرے دیرینہ دوست مولانا عبدالمبین نعمانی تشریف لے آئے' سرہند شریف میں اس احساس نے خوشی سے سرشار رکھا کہ شریعت وطریقت کے عظیم راہنما امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہ العزیز کی بارگاہ میں حاضری میسر ہے' مسرت وشادمانی کا دوسرا سبب یہ تھا کہ ہندوستان کے دو فعال اور بیدار مغز فاضلوں اور دیرینہ سراپا اخلاص دوستوں سے ملاقات ہو گئی' مولانا محمد احمد مصباحی اور مولانا عبدالمبین نعمانی ناظم اعلیٰ دارالعلوم قادریہ 'چریاکوٹ' اعظم گڑھ نے اپنے چند ہم خیال دوستوں کے ساتھ مل کر ایک پروقار اشاعتی ادارہ المجمع الاسلامی کے نام سے قائم کیا تھا جس نے چند سالوں میں اہل سنت کو نہایت گرانقدر لٹریچر مہیا کیا' دونوں حضرات نے بتایا کہ سرہند شریف ہماری پہلی حاضری ہے' وجہ یہ بتائی کہ مبارکپور یہاں سے دو دن کی مسافت پر ہے' یہ معلوم کر کے میرے دل میں ان کا وقار دوبالا ہو گیا' اتنی دور سے تشریف لا کر انہوں نے ملاقات کا شرف بخشا اور مجھ پر بڑا کرم کیا' اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر عطا فرمائے' مولانا عبدالمبین نعمانی اپنے ساتھ ہندوستان کی نئی مطبوعات کا ایک بنڈل بھی لائے جس میں "فتاویٰ رضویہ" جلد ہشتم دیکھ کر بڑی مسرت ہوئی کیونکہ یہ جلد پہلی دفعہ طبع ہوئی ہے اور پاکستان میں تاحال دستیاب نہیں ہے' ۲۸/اگست بروز جمعہ واپس تشریف لے گئے۔

حیف در چشم زدن صحبت یار آخر شد
روئے گل سیر ندیدیم و بہار آخر شد

جمعرات کو مغرب سے عشاء تک امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہ العزیز کے عرس کی پہلی نشست اور جمعہ کے روز نماز فجر سے نو بجے تک دوسری نشست منعقد ہوئی' جس میں حفاظ اور قراء نے قرآن کریم کی تلاوت کی' نعت خوانی اور تقاریر کا بالکل اہتمام نہیں تھا' مجمع پر مکمل سکوت طاری تھا' نہ افراتفری اور نہ ہی شوروشغب' سلسلۂ نقشبندیہ میں ذکر خفی معمول ہے اس کا یہ فائدہ دیکھنے میں آیا کہ مزار شریف پر حاضری دینے والوں پر ہُو کا عالم طاری تھا۔

نماز جمعہ کے لئے جانے لگے تو رامپور کے جناب سید شاکر علی نوری نے بتایا کہ امام ربانی کی مسجد میں تل دھرنے کی جگہ نہیں ہے' حضرت خواجہ محمد معصوم رحمہ اللہ تعالیٰ کی مسجد میں جمعہ ادا کرتے ہیں راستے میں دوسرے لوگوں کو بھی دعوت دیتے گئے' جب مسجد میں پہنچے تو وہاں لوگوں کا جم غفیر جمع ہو گیا' راقم نے مختصر سی تقریر کے بعد خطبۂ جمعہ دیا اور نماز پڑھائی۔

قادری جاوید اقبال (لاہور) کی قیام گاہ پر کلیر شریف کے قریب واقع موضع رڑکی کے ایک صاحب خلیفہ حفیظ الرحمن سے ملاقات ہوئی' ان کے ساتھ ان کا صاحبزادہ ابوبکر بھی تھا' جس کی عمر پانچ سال سے بھی ڈیڑھ ماہ کم تھی' انہوں نے یہ انکشاف کر کے سب کو حیرت زدہ کر دیا کہ یہ بچہ پیدائشی حافظ ہے' انہوں نے بتایا کہ ایک رات یہ بچہ سویا ہوا تھا کہ اس نے کچھ پڑھنا شروع کر دیا' میں چونکہ ان پڑھ ہوں لہٰذا مجھے معلوم نہ ہو سکا کہ یہ کیا پڑھ رہا ہے' ہمیں شبہ ہوا کہ اس پر کہیں آسیب کا اثر تو نہیں ہے' محلے کے مولوی صاحب کو بلایا گیا تو انہوں نے بتایا کہ یہ تو قرآن پاک کا ستائیسواں پارہ پڑھ رہا ہے' دوسرے دن مولوی صاحب نے آ کر کہا بیٹے! تم جو کچھ رات پڑھ رہے تھے وہ سناؤ' بچے نے وہی پارہ سنا دیا' اب تو مولوی صاحب کی دلچسپی بھی بڑھ گئی' وہ روز آنے لگے' یوں بچے نے پورا قرآن پاک سنا دیا' میں اسے یہاں سلام

کرانے کے لئے لایا ہوں' بچے نے سورۂ عم یتساء لون پڑھ کر سنائی' پھر دعا مانگی تو یوں معلوم ہو رہا تھا جیسے کسی عالم و فاضل نے اسے دعا یاد کرائی ہو۔ اللہ انہوں نے یہ بھی بتایا کہ جونہی جمعرات کا دن آتا ہے بچے کا تقاضا ہوتا ہے کہ مجھے کلیر شریف حضرت صابر پاک قدس سرہ العزیز کے مزار پر لے چلو' جب تک اسے لے نہ جائیں اسے چین نہیں آتا۔

اللہ تعالیٰ کی قدرت کا یہ کرشمہ دیکھ کر بے ساختہ ہر شخص کی زبان پر سبحان اللہ کے کلمات آگئے' لاہور کے جناب آصف صاحب نے انہیں مشورہ دیا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں یہ بہت بڑی نعمت عطا کی ہے اس کی قدر کرو اور اس کی تعلیم و تربیت کا عمدہ انتظام کرو' اسے اہل سنت کے کسی مدرسہ میں داخل کروانا' ان لوگوں کے مدرسہ میں ہرگز داخلہ نہ دلوانا جو اولیاء کرام کو مانتے ہی نہیں ہیں' کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ عظیم دولت ہی تم سے چھن جائے۔

نماز عصر کے بعد امام ربانی کی مسجد کے امام صاحب سے ملاقات ہوئی' یہ معلوم کر کے بڑی خوشی ہوئی کہ مولانا حافظ قاری عبدالمتعالی عرف محمد پیارے صاحب صدر الافاضل مولانا محمد نعیم الدین مراد آبادی کے شاگرد ہیں' اور یہ ہر سال امام ربانی کی مسجد میں نماز تراویح پڑھاتے ہیں۔ انہوں نے بتایا کہ میں پہلے مدرسہ اکرم العلوم' لال مسجد مراد آباد میں پڑھتا تھا' یہ مدرسہ دیوبندی مکتب فکر کا تھا' وہاں کے استاد صاحب وقتاً "فوقتاً" میرے بارے میں کہتے تھے کہ یہ تو بریلوی ہے' حالانکہ مجھے معلوم بھی نہیں تھا کہ بریلوی کسے کہتے ہیں؟ ایک دن ایک طالب علم نے بھی یہی کہا کہ یہ تو بریلوی ہے' میری اس سے اچھی خاصی لڑائی ہو گئی' میں نے گھر والوں سے کہا کہ میں اس مدرسہ میں نہیں پڑھوں گا' میرے ماموں نے مجھے جامعہ نعیمیہ مراد آباد میں داخل کرا دیا اس طرح مجھے صدر الافاضل سے تلمذ کا شرف حاصل ہوا یہ ۱۹۳۲ء کا واقعہ ہے۔

جمعہ کے روز نماز عصر کے وقت خاصہ کالج میں زائرین کو استقبالیہ دیا گیا جس میں راقم بوجوہ شامل نہ ہوا' مزار شریف کے پاس مسلمانوں کے صرف چند گھر ہیں' لیکن عرس کے موقع پر دور دراز کے لوگوں کا بہت بڑا ہجوم تھا' مقبوضہ کشمیر کے کئی افراد سے ملاقات ہوئی' باوجودیکہ بھارتی حکومت ان کے جذبۂ حریت کو کچلنے کے لئے بے پناہ تشدد کر رہی ہے لیکن ان کے چہروں پر مایوسی کی کوئی لکیر نہ تھی' بلکہ ان کے چہرے عزم و ہمت کے ولولوں سے جگمگا رہے تھے۔

۲۹/اگست بروز ہفتہ زائرین بسوں پر سوار ہو کر براس شریف پہنچے جہاں حضرت امام ربانی قدس سرہ کے کشف کے مطابق بعض انبیاء کرام محو استراحت ہیں' ایک ٹیلے پر چھ سات گز لمبا مزار شریف ہے' وہاں حاضری دی' ہدیۂ ثواب پیش کیا' صلوٰۃ و سلام پڑھا اس کے بعد دعائے خیر کی گئی' اس جگہ بھی پھلوں اور چائے سے زائرین کی مہمانی کی گئی' وہاں سے ایک دوسری جگہ لے جائے گئے جہاں امام ربانی کے جد امجد حضرت رفیع الدین اور والدہ ماجدہ کے مزار ہیں' پھر سرہند شریف شہر کے ایک بازار میں لے گئے جہاں زائرین نے اپنی پسند کی چیزوں کی خریداری کی' وزارت امور مذہبی کے پاس ہر زائر نے ایک ہزار چھ سو پچاس روپے جمع کرائے تھے' جن میں سے انڈین کرنسی کی صورت میں ایک ہزار پانچ سو پچاس روپے ہر زائر کو دے دیئے گئے' واہگہ بارڈر پر پاکستانی ایک سو روپے کے بدلے میں ایک سو دس انڈین مل رہے تھے' جبکہ اٹاری میں ایک سو پانچ مل رہے تھے' اس اعتبار سے دیکھا جائے تو اس سفر پر بالکل معمولی خرچ ہوا۔

حضرت امام ربانی کے مزار کے جنوب مغرب میں مغلیہ دور کی یادگار بہت بڑا گنبد ہے جس میں حضرت خواجہ محمد سیف الدین رحمہ اللہ تعالیٰ (متوفی ۱۹/جمادی الاولیٰ ۱۰۹٦ھ) فرزند پنجم امام ربانی' اور حضرت خواجہ محمد یحییٰ رحمہ اللہ تعالیٰ' فرزند ہفتم

امام ربانی (متوفی ۲۷/ جمادی الاخریٰ ۱۰۹۶ھ) کے علاوہ بعض دیگر حضرات کے مزارات بھی ہیں' حضرت خواجہ محمد معصوم رحمہ اللہ تعالیٰ فرزند امام ربانی کا مزار شمال مغرب میں ہے اس میں بھی متعدد حضرات کے مزارات ہیں' امام ربانی قدس سرہٗ العزیز کے مزار کے ساتھ آپ کے صاحبزادہ حضرت خواجہ محمد صادق رحمہ اللہ تعالیٰ' خواجہ محمد سعید رحمہ اللہ تعالیٰ اور ایک صاحبزادی کا مزار ہے' حضرت امام ربانی کے مزار کی ڈبل سٹوری ہے دوسری منزل پر علامتی مزارات بنائے گئے ہیں اور اوپر سفید رنگ کا شاندار اور دلکش گنبد ہے۔

اسی دن مغرب کی نماز کے بعد سجادہ نشین جناب محمد یحییٰ صاحب نے زائرین کی دستار بندی کرائی اور ان میں تبرک تقسیم کیا' راقم کو سرخ رنگ کی ایک پگڑی اور سبز رنگ کی ایک چادر عنایت کی' جناب محمد یحییٰ صاحب بڑے خوش اخلاق اور حلیم الطبع ہیں' ہر شخص سے بڑی محبت اور یگانگت سے پیش آتے ہیں' اللہ تعالیٰ انہیں سلامت رکھے۔

اس سفر میں جدھر دیکھا سکھ ہی سکھ نظر آئے' سکھ چاہے کسٹم آفیسر ہو' پولیس مین ہو یا سیکورٹی سے متعلق ہو اس کے چہرے پر داڑھی اور سر پر پگڑی ضرور ہو گی' یہاں تک کہ چھوٹے بچوں کے بالوں کا جوڑا بنا کر اس پر کپڑے کی دھجی لپیٹی ہوئی نظر آئے گی' انہیں دیکھ کر دل سے دعا نکلی کہ کاش ہمارے مسلمان بھائی بھی اپنے چہروں اور سروں پر اپنے آقا و مولیٰ ﷺ کی سنت کو سجا لیں تو ہر دیکھنے والا دیکھتے ہی پہچان لے کہ یہ امت مسلمہ کے افراد ہیں۔ جمعہ کو دن سرہند شریف میں راقم کو نزلہ اور زکام کے ساتھ حرارت بھی ہو گئی۔ پیر محمد حسن شاہ نوری فرمانے لگے :

"شرف صاحب! گھبرانے کی کوئی بات نہیں ہے۔ مجدد صاحب
تمہاری صفائی کر رہے ہیں۔"

ہفتے کی رات کو دو بجے ہمیں جگایا گیا' بسوں پر سوار ہو کر سرہند شریف کے اسٹیشن پر پہنچے' گاڑی کے آنے پر وہی نفسا نفسی کا عالم تھا جو جاتے وقت دیکھنے میں آیا تھا' کاش بزرگوں کے عقیدت مند ہمارے بھائی نظم و ضبط بھی سیکھ لیتے تو ان کے وقار میں اضافہ ہو جاتا' مشہور خطیب اور مبلغ مولانا سعید احمد مجددی کے مرید مولانا' ڈاکٹر ظفر اللہ مجددی کو اللہ تعالیٰ جزائے خیر عطا فرمائے انہوں نے مجھے لیٹنے کیلئے برتھ فراہم کر دی' اس طرح امرتسر تک کا سفر بڑے آرام کے ساتھ طے ہوا' امرتسر سے بسوں کے ذریعے اٹاری تک پہنچے' امرتسر شہر سے گزرتے ہوئے ایک سؤر دکھائی دیا جو خراماں خراماں سڑک پر جا رہا تھا' ایک زائر نے سیکورٹی والے سے پوچھا یہ کیا ہے؟ تو اس نے بتایا یہ سؤر ہے' کچھ آگے گئے تو اسی جانور کے کئی بچے لیٹے ہوئے نظر آئے' سیکورٹی والے نے بتایا کہ یہ لوگوں کے پالتو ہیں اور کسی کو کچھ نہیں کہتے' اس نے یہ بھی بتایا کہ اس کی خوراک گندگی اور غلاظت ہے' اس وقت خیال آیا کہ اسلام میں جو اس کو حرام قرار دیا گیا ہے تو اس کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ اس کی خوراک ہی غلاظت ہے' اسلام جو طہارت اور پاکیزگی کا دین ہے وہ اس کے کھانے کی اجازت کیسے دے سکتا ہے؟

اٹاری پر کسٹم چیکنگ ہوئی' بارڈر کراس کرنے کے بعد واہگہ پر چیکنگ ہوئی' چیک پوسٹ سے باہر نکلا تو سکھ کا سانس لیا' اپنے ملک میں پہنچنے پر اس لئے بھی خوشی ہوئی کہ ہندوستان میں تو ہم ہر وقت سیکورٹی کے نرغے میں رہتے تھے' آزادی بھی کتنی بڑی نعمت ہے' اس کی قدر ان لوگوں سے پوچھئے جو ظلم اور جبر کے سائے تلے زندگی بسر کر رہے ہیں' چیک پوسٹ کے باہر مولانا محمد سعید احمد مجددی سے ملاقات ہو گئی وہ اپنے احباب کا استقبال کرنے کے لئے گوجرانوالہ سے آئے ہوئے تھے' انہوں نے بااصرار دو بوتلیں پلائیں اور قلی کو اپنے پاس سے مزدوری ادا کی۔ اس طرح یہ یادگار سفر بحمد اللہ تعالیٰ پایۂ تکمیل کو پہنچا۔

کتابیات

۱۔ قرآن حکیم ۳۱/۳

۲۔ محمد بن عبداللہ الخطیب ولی الدین: مشکوۃ شریف (عربی) مطبوعہ کراچی

۳۔ احمد سرہندی، امام ربانی، شیخ: مکتوبات شریف فارسی، دفتر اول، مکتوب نمبر ۵۴

۴۔ احمد سرہندی، امام ربانی، شیخ: مکتوبات شریف فارسی، دفتر اول، مکتوب نمبر ۵۸

۵۔ احمد سرہندی، امام ربانی، شیخ: مکتوبات شریف فارسی، دفتر اول، مکتوب نمبر ۶۵

۶۔ احمد سرہندی، امام ربانی، شیخ: مکتوبات شریف فارسی، دفتر اول، مکتوب نمبر ۶۶

۷۔ احمد سرہندی، امام ربانی، شیخ: مکتوبات شریف فارسی، دفتر اول، مکتوب نمبر ۸۹

۸۔ احمد سرہندی، امام ربانی، شیخ: مکتوبات شریف فارسی، دفتر اول، مکتوب نمبر ۹۹

۹۔ احمد سرہندی، امام ربانی، شیخ: مکتوبات شریف فارسی، دفتر اول، مکتوب نمبر ۱۰۰

۱۰۔ احمد سرہندی، امام ربانی، شیخ: مکتوبات شریف فارسی، دفتر اول، مکتوب نمبر ۱۰۶

۱۱۔ احمد سرہندی، امام ربانی، شیخ: مکتوبات شریف فارسی، دفتر اول، مکتوب نمبر ۱۵۲

۱۲۔ احمد سرہندی، امام ربانی، شیخ: مکتوبات شریف فارسی، دفتر اول، مکتوب نمبر ۱۶۳

۱۳۔ احمد سرہندی، امام ربانی، شیخ: مکتوبات شریف فارسی، دفتر اول، مکتوب نمبر ۱۶۵

۱۴۔ احمد سرہندی، امام ربانی، شیخ: مکتوبات شریف فارسی، دفتر اول، مکتوب نمبر ۲۲۰

۱۵۔ احمد سرہندی، امام ربانی، شیخ: مکتوبات شریف فارسی، دفتر اول، مکتوب نمبر ۲۷۶

۱۶۔ احمد سرہندی، امام ربانی، شیخ: مکتوبات شریف فارسی، دفتر اول، مکتوب نمبر ۳۱۰

۱۷۔ احمد سرہندی، امام ربانی، شیخ: مکتوبات شریف فارسی، دفتر دوم، مکتوب نمبر ۳۶

۱۸۔ احمد سرہندی، امام ربانی، شیخ: مکتوبات شریف فارسی، دفتر دوم، مکتوب نمبر ۵۵

۱۹۔ احمد سرہندی، امام ربانی، شیخ: مکتوبات شریف فارسی، دفتر دوم، مکتوب نمبر ۵۸

۲۰۔ احمد سرہندی، امام ربانی، شیخ: مکتوبات شریف فارسی، دفتر سوم، مکتوب نمبر ۷۲

۲۱۔ احمد رضا بریلوی، امام: الحجۃ المؤتمنہ، مطبوعہ بریلی

۲۲۔ محمد مسعود احمد، ڈاکٹر: مقدمہ تجلیات امام ربانی، مطبوعہ لاہور

۲۳۔ عبدالواحد معینی، سید: مقالات اقبال، مطبوعہ لاہور